تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا

اے بے خبر! بہ خدمتِ فرقاں کمر ببند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

ماہنامہ

# الفرقان

ربوہ

اگست ۱۹۶۲


ایڈیٹر
ابو العطاء جالندھری



سالانہ چندہ چھ روپے
قیمت فی نسخہ ۶۲ پیسے

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے پیارے صحابہ کے درمیان

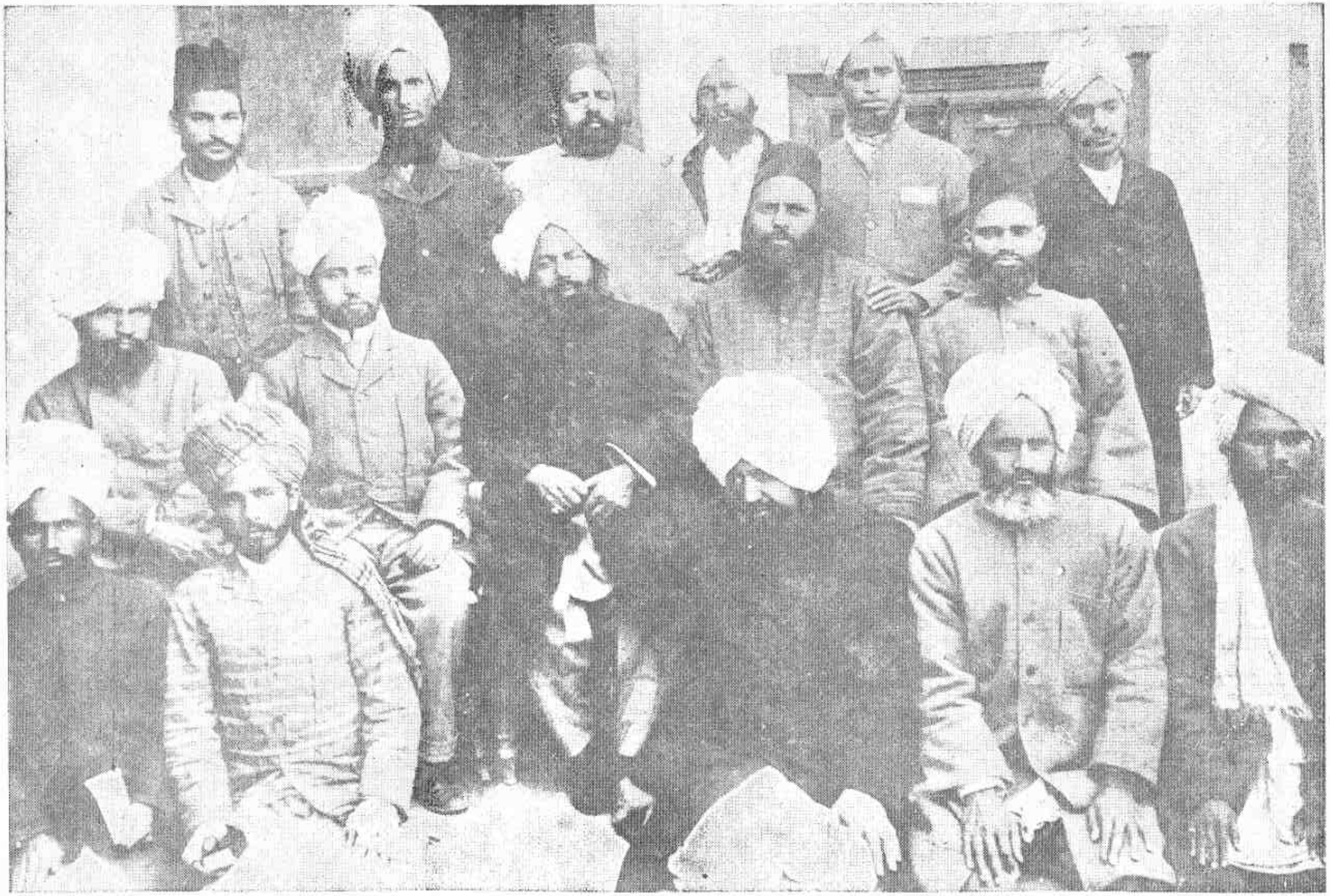

کرسیوں پر دائیں طرف سے (۱) منشی عبدالعزیز صاحب دہلوی (۲) ڈاکٹر محمد اسماعیل خانصاحب گوریانی (۳) حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام (۴) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب (۵) مرزا نیاز بیگ صاحب کلانوری

فرش پر بیٹھے ہوئے دائیں طرف سے (۱) ؟ (۲) چوہدری رستم علی صاحب (۳) منشی اروڑے خانصاحب کپورتھلوی (۴) منشی کرم علی صاحب کاتب (۵) چوہدری فضل دین صاحب دفتری

کھڑے ہوئے دائیں طرف سے (۱) ؟ (۲) شیخ یعقوب علی صاحب تراب عرفانی (۳)؟ (۴) چوہدری مولا بخش صاحب سیالکوٹی (۵) ؟ (۶) ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا

# الفرقان ربوہ

## تبلیغی، تربیتی اور تعلیمی مجلّہ

### اگست سنہ ۱۹۶۲ء

(ایڈیٹر)

**ابوالعطاء جالندھری**

### قواعد و ضوابط

- بدلِ اشتراک پیشگی آنا لازمی ہے۔
- سالانہ چندہ چھ روپے مقرر ہے۔
- بیرونی ممالک کے لئے تیرہ شلنگ۔
- اشاعت کے لئے ہر ماہ کی پانچ تاریخ مقرر ہے۔

### اعزازی اراکین ادارہ

- صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب فاضل
- جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری۔
- جناب مولانا محمد سلیم صاحب فاضل کلکتہ۔
- جناب شیخ مبارک احمد صاحب آف نیروبی۔

# فہرست مضامین


| مضمون | مضمون نگار | صفحہ |
| --- | --- | --- |
| ۱۔ الوہیتِ مسیح پر تحریری مناظرہ —— پادری عبدالحق صاحب نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ | ایڈیٹر | ص۳ |
| ۲۔ شذرات | " | ص۷ |
| ۳۔ ابنیتِ مسیح کے متعلق پادری عبدالحق صاحب کے پرچہ کا ایک ورق | جناب پادری عبدالحق صاحب | ص۹ |
| ۴۔ ہماری طرف سے مفصل جواب | ابوالعطاء | ص۱۰ |
| ۵۔ انکشافاتِ اصحابِ کہف قرآن مجید کی روشنی میں | جناب شیخ عبدالقادر صاحب فاضل عیسائیت۔ لاہور | ص۱۵ |
| ۶۔ غارِ ثور میں عشقِ الٰہی کی ایک جھلک | حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی | ص۲۲ |
| ۷۔ زیارتِ حرمین شریفین کے تاثرات | جناب الحاج مولوی عبداللطیف صاحب شاہد لاہور | ص۲۳ |
| ۸۔ لا تقنطوا (نظم) | مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی مرحوم | ص۲۶ |
| ۹۔ احمدیت کی ترقی کے چار دور (قادیان کی واپسی اور خدمتِ قرآن) | جناب صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے | ص۲۷ |
| ۱۰۔ جزیرہ ماریشس میں تبلیغی مساعی کا مختصر تذکرہ | جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر | ص۲۸ |
| ۱۱۔ کشمیر میں قبرِ مسیح کا انکشاف الہامِ الٰہی پر مبنی ہے۔ | جناب مولوی محمد اسداللہ الکاشمیری | ص۲۹ |
| ۱۲۔ البیان (آل عمران ع۱۳ کا سلیس ترجمہ و مختصر تفسیر) | ابوالعطاء | ص۴۱ |
| ۱۳۔ الفرقان کے خاص معاونین | مینیجر | ص۴۵ |
| ۱۴۔ زندہ خدا کی قدرتوں کا نشان | حضرت امام جماعتِ احمدیہ کا تعبیرات کے متعلق اعلان | ٹائیٹل ص۳ |


## عیسائیت نمبر

فیصلہ کیا گیا ہے کہ ماہِ اکتوبر کا الفرقان عیسائیت کے متعلق خاص نمبر ہوگا۔ اس میں ٹھوس دلائل سے عیسائیت کے عقائد، الوہیتِ مسیح، تثلیث، کفارہ وغیرہ پر تفصیلی بحث ہوگی۔ زائد تعداد طلب کرنے والے دوست مطلوبہ تعداد سے بروقت مطلع فرمائیں! —— (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۲ شمارہ ۸ | ماہنامہ الفرقان ربوہ | ربیع الاوّل ۱۳۸۲ھ اگست ۱۹۶۲ء

# الوہیت مسیحؑ پر تحریری مناظرہ

## پادری عبدالحق صاحب نے آئندہ پرچے بند کردیئے!

قارئین الفرقان کو معلوم ہے کہ ہمارے اور پادری عبدالحق صاحب کے درمیان حضرت مسیحؑ کی الوہیت کے موضوع پر تحریری مناظرہ جاری تھا۔ پادری صاحب کی طرف سے چنڈی گڑھ سے دو پرچے آچکے تھے اور ہماری طرف سے بھی دو پرچے انہیں پہنچ چکے ہیں۔ ہم نے دوسرا جوابی پرچہ مورخہ ۲؍جولائی ۱۹۶۲ء کو بذریعہ رجسٹری بھجوا دیا تھا۔ اسے مطالعہ فرمانے کے بعد مورخہ ۱۱؍جولائی کو جناب پادری عبدالحق صاحب نے اپنی مختصر طنزیہ چٹھی میں لکھا ہے کہ:۔

"الحاصل کسی عالم سے دریافت کئے بغیر آپ کے ساتھ خط و کتابت کے ذریعہ بحث کو جاری رکھنا مناسب نہیں۔"

میں نے پادری صاحب کی خدمت میں اپنے مفصل رجسٹرڈ مکتوب مورخہ ۱۸؍۷؍۶۲ء میں لکھا تھا کہ:۔

"اندریں حالات میری رائے ہے کہ اب بھی پادری صاحب اپنی بات پر غور کرلیں اور اگر وہ مناظرہ کو جاری رکھنا چاہیں جیسا کہ شروع میں وہ لکھ چکے ہیں تو زیادہ سے زیادہ مجھے ۳۱؍جولائی ۱۹۶۲ء تک اطلاع دیدیں ورنہ سمجھا جائیگا کہ وہ اپنی چٹھی مورخہ ۱۱؍جولائی کے مطابق مناظرہ بند کرچکے ہیں۔"

آج ۲؍اگست ہے مگر پادری عبدالحق صاحب کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ اب پادری عبدالحق صاحب کی تحریر کے مطابق الوہیت مسیحؑ پر تحریری مناظرہ بند ہوگیا ہے البتہ دونوں فریق کے دو دو پرچے نیز اس سلسلہ کی ضروری خط و کتابت جلد شائع کر دی جائے گی انشاء اللہ۔

——(ابوالعطاء)

قابلِ دید

**تحریری مناظرہ**

درباره

**الوہیت مسیح ناصریؑ**

مابین

پادری عبدالحق صاحب و مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

یہ دلچسپ مناظرہ جلد طبع ہو رہا ہے شائقین حضرات مطلوبہ تعداد سے مطلع فرمائیں۔

مہتمم مکتبہ الفرقان ربوہ

# شذرات

## (۱) تردیدِ عیسائیت کیسے ہو اور کون کرے؟

اہل حدیث مولوی محمد اسلم صاحب سیف فیروزپوری لکھتے ہیں:-

"دینی جماعتوں کے عام مبلغین تحقیق و مطالعہ سے محروم ہیں۔ ان کی تقریریں سطحی، نقطۂ نظر گھٹیا، انداز بیان غیر مناسب اور طرزِ خطاب نا ملائم ہوتا ہے جس کی بنا پر تقریریں اپنی افادیت کھو بیٹھی ہیں۔ ردِ عیسائیت ایک سنجیدہ اور علمی موضوع ہے، یہ عام مبلغین کے بس کا روگ نہیں۔ یہ موضوع اس قدر پرانا ہے جس قدر اسلام۔ عیسائیت کی اسلام سے ٹکر اسلام کی ابتداءِ آفرینش سے ہی چلی آ رہی ہے۔ اب ضرورت ہے کہ اس **فتنہ کے استیصال** کے لئے نہایت زوردار، علمی، تحقیقی، سنجیدہ، متین، فاضلانہ اور پُرمغز مقالات لکھے جائیں اور ہر طبقہ و خیال میں انہیں پھیلایا جائے۔"

(تنظیم اہل حدیث ۸ رجون ۶۲ء)

اس **معقول خط** کے جواب میں مدیر تنظیم اہل حدیث نے لکھا ہے کہ:-

"میری دانست میں جب تک مختلف مکاتبِ فکر کے ممتاز رہنما اس مقصد کے لئے کوئی **اجتماعی پروگرام** نہ بنائیں اور پھر اس پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنے تمام **اثر و رسوخ** کو کام میں نہ لائیں اور **دولت مند حضرات** اس سلسلہ میں **علماء** سے بھرپور تعاون نہ کریں اور مملکتِ اسلامیہ پاکستان کے **اربابِ حل و عقد** اس مسئلہ کو پوری پوری اہمیت نہ دیں **کامیابی مشکل** ہے۔"

(۸ رجون ۶۲ء صفحہ ۱)

قارئین کرام مردود اقتباس پر غور کر کے معلوم کر سکتے ہیں کہ آیا تردیدِ عیسائیت کی یہ بیل ان علماء کے ہاتھوں منڈھے چڑھ سکتی ہے؟ آیا یہ لوگ کبھی فتنۂ عیسائیت کا استیصال کر سکیں گے؟ درحقیقت اس اہم کام کے لئے جس بلند عزم اور آہنی ارادہ کی ضرورت ہے جس صحتِ نیت، خلوص اور ایثار کی حاجت ہے اور پھر جس صحیح اور واضح **عقیدہ** کی ضرورت ہے اس سے علماء کرام "سراسر محروم ہیں۔ ان کی نگاہ سب سے پہلے "دولت مند حضرات" کے "بھرپور تعاون" کی طرف اٹھتی ہے۔ کیا پہلے صلحاء اور صوفیاء بھی اشاعتِ اسلام کے لئے اسی طریق پر گامزن تھے؟

## (۲) پاکستانی مسیحی لیڈر اور غیر ملکی عیسائی مشنری

مسیحی لیڈر جناب فضل الدین صاحب جوشوا لکھتے ہیں:۔

(الف) "امر واقعہ یہ ہے کہ ایک طرف غیر ملکی مشنریوں نے اپنے شخصی طور طریقے اور اپنے اداروں کے انتظامیہ کو پاکستان کے بدلے ہوئے حالات کے مطابق نہیں بنایا اور دوسری طرف ان غیر ملکی مشنریوں کو بھی جو چین، کوریا اور بھارت سے نکالے گئے ہیں مقامی مسیحی اداروں میں جذب کر لیا ہے۔ حکومت پاکستان کا یہ سلوک بڑا ہی فیاضانہ ہے کہ دوسرے ممالک سے نکالے ہوئے مشنریوں کو انکے پچھلے ریکارڈ کا جائزہ لئے بغیر پاکستان میں آنے کی اجازت دیدی جس کے نتیجہ میں ۱۹۴۷ء سے اب تک کچھ ایسے نئے غیر ملکی مشن قائم ہو گئے جن کا پاکستان کی مرکزی مسیحی کونسل یا کسی پرانے مسیحی ادارے کے ساتھ ہرگز کوئی تعلق نہیں۔"

(ب) "اگر مشنری صاحبان اپنی طرز بود و باش کو نہیں بدلتے اور اپنے اداروں کی انتظامیہ کو پاکستان کے قومی وقار کے مطابق نہیں ڈھالتے تو وہ پاکستان سے اپنے اخراج کے لئے خود وجہ جواز پیدا کرتے ہیں جس کے لئے پاکستان افسوس تو کر سکتا ہے لیکن قومی وقار اور ملکی سالمیت کے پیش نظر ان کی امداد نہیں کر سکتا۔"

(روزنامہ کوہستان لاہور ۲۴ جولائی ۶۲ء)

اسلام ہر ایک سے عدل و انصاف کا سلوک کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ مذہبی آزادی اسلام کا طرۂ امتیاز ہے لیکن ملکی سالمیت کی حفاظت بھی پاکستان کا اولین فرض ہے اسلئے جہاں تک دلیل و برہان کے رو سے مذاہب کی اشاعت کا سوال ہے قرآن مجید سب باطل مذاہب کو کہتا ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے دلائل پیش کرو۔ اس لحاظ سے وزیر داخلہ پاکستان کا پارلیمنٹ میں یہ اعلان بجا ہے کہ:۔

"پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جا سکتی کیونکہ آئین میں اس کے لئے کوئی جواز نہیں۔"

مگر وہ غیر ملکی مشنری جن کا ذکر جناب جوشوا نے کیا ہے اور جن کے وجود سے پاکستان کی سالمیت کو واقعی خطرہ ہو ان کا معاملہ بالکل علیحدہ ہے۔

## (۳) عقیدۂ نزول مسیح اسلامی نہیں!

مدیر "تنظیم اہلحدیث" اپنے ایک نامکمل مقالہ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"میرا یہ مقالہ لفٹنٹ کرنل عبدالرشید اور محترم رحمت اللہ صاحب طارق کے ان مضامین کے جواب میں ہے جن میں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی

تھی کہ قیامت کے قریب نزولِ مسیح کا عقیدہ اسلامی نہیں بلکہ یہ مسیحی تصور ہے جسے مسلم علماء نے اپنی سادگی سے اپنا لیا اور پھر اس مستعار عقیدہ کو مقدس بنانے کیلئے موضوع احادیث اور غلط تفاسیر کا سہارا لیکر مسلم عوام کے قلوب و اذہان پر مسلط کر دیا۔" (تنظیم اہلحدیث ۸ رجون ۱۹۶۲ء)

ابھی تک حافظ محمد ابراہیم صاحب کا مقالہ مکمل نہیں ہوا۔ اگر مکمل ہو گیا تو اسے پرکھا جائے گا مگر یہ تو بالکل واضح ہے کہ ؎

ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

## (۴) مسلمان فرقوں میں اتحاد کی بہترین راہ

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "دعوت" دہلی لکھتے ہیں :-

"اب تک یہ ہوتا رہا ہے کہ ہر فرقہ اپنے فریق حریف پر الزام لگاتا ہے اور عقائد گھڑ کر اس کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اب خواہ اس کا حریف کتنا ہی انکار کرے اور قسمیں کھا کر کہے کہ میرا یہ عقیدہ نہیں ہے مگر دوسرے فریق کو اصرار ہے کہ نہیں تیرا یہی عقیدہ ہے اور چونکہ تیرا یہی عقیدہ ہے اسلئے تو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ بہتر صورت یہ ہے کہ مختلف فرقے اپنے عقائد خود بیان کریں۔ اگر عقائد میں اتفاق ہو تو نزاع کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دینا چاہیئے۔ اگر بعض مسائل میں اتفاق اور بعض میں اختلاف ہو تو اتفاق پر زور دیا جائے اور اختلافی مسائل کی شدت کو کم کیا جائے۔ جب تک کہ نقطۂ اتفاق کو اہمیت نہیں دی جائیگی اور نقطۂ اختلاف کو نظر انداز نہیں کیا جائیگا فرقہ بندی کی عصبیت کا رنگ پھیکا نہ پڑ سکے گا۔۔۔ آج کا دور شیعہ سنی کا دور نہیں ہے، فرقہ بندی کا زمانہ ختم ہوا اور اب اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں۔ جو فرقے قائم ہو گئے ہیں ان کا ٹوٹنا آسان نہیں لیکن ان کے درمیان جو مشترک باتیں ہیں وہ اتنی ہیں کہ اُن کے سامنے غیر مشترک باتوں کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔"

اِس عمدہ اقتباس کو درج کرتے ہوئے فاضل مدیر صدق جدید لکھنؤ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"اگر کہیں انہیں اصول پر عمل شروع ہو جائے تو باہمی تکفیر کی بلا سے نجات مل جائے اور اُمت پر آئی ہوئی مصیبتوں کا ۲۵، ۳۰ فیصدی حصہ تو ضرور ہی کم ہو جائے۔ بیرونی فتنوں کی بلائیں خود کیا کم ہیں کہ ان پر اضافہ اندرونی فتنوں کا بھی قائم رکھا جائے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ جو فرقے

قائم ہو چکے ہیں اب ان کا ٹوٹنا آسان نہیں۔
تقاضائے حکمت اس موقع پر یہ تھا ہے کہ جس
حد تک بھی ممکن ہو انہیں اپنے قریب لایا جائے۔"
(صدق جدید ۱۲ رجون ۱۹۶۲ء)

یہ تجویز اتحاد بین المسلمین کے لئے بہترین تجویز ہے کہ ہر فرقہ کے وہی عقائد سمجھے جائیں اور ان کی وہی تشریح تسلیم کی جائے جو خود اس فرقہ کی طرف سے پیش کئے جائیں اور جو تشریح وہ خود کریں۔ ورنہ مسلمانوں میں کبھی اتحاد ممکن نہیں کیونکہ تکفیر پسند علماء ہمیشہ دوسرے فرقوں بالخصوص تھوڑی تعداد والی جماعتوں کے خلاف بالکل غلط اور غیر مسلم عقائد منسوب کر کے انہیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے رہتے ہیں۔ کیا مسلمان زعماء یا کم از کم حکومتِ پاکستان اِس اصول کو اپنا کر فرقہ بندی کی عصبیت کو کم کرنے کی کوشش کرے گی؟

## (۵) غیر مسلم حکومتیں اور مسلمان

جناب مودودی صاحب نے "منیر تحقیقاتی کمیٹی ۱۹۵۳ء" میں کہا تھا کہ "مسلمان کسی غیر مسلم حکومت کے وفادار ہو ہی نہیں سکتے اور نہ وہ اُس حکومت کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔" اس پر بھارت کے مذہبی اسلامی مجلہ برہان دہلی نے اپنے جون ۱۹۶۲ء کے نمبر میں لکھا ہے کہ:-

"اِس بات کو پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ
چند مذہبی دیوانوں کا ایک گروہ ہے
جس نے دماغی توازن کو بر طرف کر کے رکھ دیا
ہے اور جذب و سرمستی کے عالم میں جو اس کے
منہ میں آتا ہے کہے چلا جاتا ہے۔"

یہ الفاظ ذرا تلخ ہیں مگر اسلامی رواداری اور اس کی اعلیٰ تعلیمات کو نظر انداز کر کے غلط باتیں اسلام کی طرف منسوب کر کے اسلامیانِ ہند کی ہستی کو خطرہ میں ڈالنے والوں کے لئے یہی الفاظ موزوں ہیں۔ اے کاش کہ جناب مودودی اور اُن کے گروہ کے لوگ تدبر سے کام لیں!

جناب مولانا عبد الماجد صاحب مدیر صدق جدید لکھنؤ نے برہان کا مندرجہ بالا اقتباس درج کرنے کے بعد اسلامی شریعت کے موقف کو بایں الفاظ واضح کیا ہے۔ لکھتے ہیں:-

"جب تک یہ مثالی حکومت وجود میں نہ آئے
مسلمان انتظار اسی مثالی حکومت کا کرتا رہیگا
تاہم عملاً وہ وفادار ہر اس غیر خدائی
حکومت کا رہیگا جس کے ماتحت وہ امن
امان اور قانون کی زندگی بسر کر رہا ہو۔
وہ وہیں کے امن و نظم سے فائدہ اٹھائے گا
اسلئے اس پر وہاں کے قانون کی پابندی
لازمی ہو گی۔ اور جب دیکھے گا کہ قانون حکومت
دین کی مخالفت میں برداشت کی حد سے بڑھ گیا
ہے تو اس ملک کو چھوڑ کر وہاں سے ہجرت
کر جائے گا لیکن وہاں رہتے ہوئے وہاں کی
حکومت سے غداری اس پر صریح اتہام ہے۔"
(صدق جدید لکھنؤ ۲۹ رجون ۱۹۶۲ء)

یقیناً یہی موقف درست اور صحیح اسلامی موقف ہے اور یہی

موقف ہے جسے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی روشنی میں پیش فرمایا ہے۔

## (۶) اسلامی جہاد کی اقسام

دو تازہ ترین اقتباس ملاحظہ فرمائیے:۔

(الف) "بالاکوٹ میں کُشتہ پشتہ کاروان ازسرنو مرتب ہو کر احیاء دین وملت کے شوق پر جادہ پیما ہوگیا۔ ان کا مقصد اب بھی جہاد تھا۔ اور ہرچند کہ اب مجاہدین نے شمشیر وسنان تو پھینک دی تھی لیکن معلوم ہے کہ بعض اوقات اقوام وملل کے انقلاب کے لئے زبان وقلم شمشیر وسنان سے بھی زیادہ موثر ثابت ہوتے ہیں۔ اب جہاد بالقلم اور جہاد باللسان شروع ہوا۔"
(ہفت روزہ الاعتصام ۱۵ رجون ۱۹۶۲ء)

(ب) "اوّل تو جہاد کا لفظ بڑا وسیع ہے۔ گاندھی جی کی ستیاگرہ وغیرہ سب اگر مناسب موقع سے ہوں تو جہاد کے تحت آسکتی ہیں لیکن اگر جہاد کو قتال ہی کے معنی میں لیا جائے تو اسلامی حکم قتال جن موقعوں کے لئے، جن حالات میں اور جن شرائط کے ساتھ ہے ان سے ہرگز کسی مسلمان کی گردن شرم سے جھکنے والی نہیں۔" (صدق جدید ۲۹ رجون ۱۹۶۲ء)

ان اقتباسات کے ساتھ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مفصل اعلان "ممانعت جنگ و جہاد" کو بھی مطالعہ کیجئے جس میں حضور نے فرمایا ہے ؎

اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی

جہاد اکبر نفس کی اصلاح کا نام ہے جو ہر وقت فرض اور لازم ہے۔ جہاد کبیر قلم اور زبان سے اشاعت دین و خدمت قرآن کا نام ہے۔ جہاد اصغر مقررہ شرائط کے متحقق ہونے کی صورت میں تلوار کے ساتھ دفاع کا نام ہے۔ الحمدللہ کہ اب مسئلہ جہاد دوسرے علماء پر بھی واضح ہو رہا ہے۔

## (۷) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو

اس اشاعت کے ٹائیٹل صفحہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو شائع ہوا ہے۔ حضور اپنے چند صحابہ کے درمیان تشریف فرما ہیں۔ اسلامی تعلیم کے مطابق ضرورت کے ماتحت فوٹو بنوانا جائز ہے۔ ہم یہ فوٹو تبلیغ اور تربیت کیلئے شائع کر رہے ہیں۔ خدا ترس لوگ مسیح موعود کے پاک چہرہ کو دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھیں گے اِنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ (الترمذی) کہ یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں۔ اسی طرح جماعت کے نوجوان افراد اور نئے احمدی ان مقدسوں کو اپنے لئے نمونہ قرار دیں گے اور دلائل و جذبات کی روشنی میں ظاہری اور باطنی طور پر ان کی اتباع کو لازمی ٹھہرائیں گے۔ وہ مغرب کی ہوا کے پیچھے نہیں چلیں گے بلکہ صحابہ مسیح موعود کے رنگ میں رنگین ہوں گے۔ وانما الاعمال بالنیات۔

# الوہیت مسیح پر تحریری مناظرہ

## جناب پادری عبدالحق صاحب کے پرچہ کا ایک ورق

## ہماری طرف سے پادری صاحب کو مفصل جواب

[ الفرقان کی گزشتہ اشاعت میں ہم نے اپنے پرچہ کا ایک ورق پیش کیا تھا جس میں بائیبل کے بیس حوالجات درج تھے جن میں نیک اور بزرگ لوگوں کو ابن اللہ بلکہ خدا قرار دیا گیا تھا۔ جناب پادری صاحب نے اس حصہ کے جواب میں صرف مندرجہ ذیل الفاظ تحریر کئے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ ہم نے اپنے پرچہ دوم میں اس حصے کا جو مفصل جواب دیا ہے اُسے بھی مطالعہ فرمائیں ——— (ایڈیٹر) ]

"بائیبل مقدس کی تاویل کا صحیح گُر اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یہ جان لو کہ کتاب مقدس کی کسی نبوت کی بات کی تاویل کسی کے ذاتی اختیار پر موقوف نہیں۔ کیونکہ نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی روح القدس کی تحریک کے سبب سے خدا کی طرف سے بولتے تھے۔" (پطرس ۱: ۲۰ و ۲۱) مگر نفسانی آدمی خدا کے روح کی باتیں قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ اس کے نزدیک بے وقوفی کی باتیں ہیں اور نہ انہیں سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ روحانی طور پر پرکھی جاتی ہیں۔"
(۱۔کرنتھیوں ۲ : ۱۴)

احمدی علماء نے جو بائیبل مقدس سے حوالے پیش کئے ہیں وہ توضیح و اضح کے طور پر محض رفع الوقتی اور نمبر شمار بڑھانے کی غرض ہے ورنہ ہم نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ صرف خداوند یسوع مسیح کو ہی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے بلکہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ صرف آں خداوند کو ہی اکلوتا بیٹا کہا گیا ہے۔ (یوحنا ۱:۱۴و۱۸+۳:۱۶و۱۸+۱یوحنا ۴ : ۹) اور اکلوتے بیٹے کا لفظ ہی اس امر پر دلالت صریح ہے کہ اس معنی میں خدا کے کسی اور بیٹے کا امکان ہی نہیں۔ اور یہ امر دنیاوی حکمت کی رسائی سے یقیناً باہر ہے کہ جب حقیقی ابن اللہ کو وہ ممتنع الوجود مانتے ہیں تو مجازی ابن اللہ کا امکان کیسے ہو گیا؟ کیا وہ ہمیں مجازی ممتنع الوجود کا مفہوم سمجھا دیں گے؟"

# ہمارے دوسرے پرچہ[٢] کا ایک ورق

## پادری صاحب کے مذکورہ استدلال پر ہمارا جواب

جناب عالی! یہ تو آپ کے فنِ مناظرہ کے ماہر ہونے کا حال ہے مگر میں تو کہتا ہوں کہ آپ اپنے مضمون کو ثابت کرنے کی بجائے واضح الفاظ میں اپنی ناکامی کا اعتراف فرما رہے ہیں۔ اور اگر آپ ناراض نہ ہوں تو یہ کہنے میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں کہ آپ چاروں شانے چت گر گئے ہیں۔ لیجئے تفصیل ملاحظہ فرمایئے۔ آپ کھڑے تو اسلئے ہوئے تھے کہ "ابن اللہ کے تجسّم" کو "الوہیت مسیح" کا مترادف ثابت کریں اور مسیح کو ابن اللہ قرار دیکر اسے خدا ثابت کریں۔ مگر ہم نے جو بائیبل مقدس سے بیں واضح حوالے آپ کے سامنے رکھے کہ اسرائیل خدا کا پلوٹھا ہے، سب مومن اس کے بیٹے ہیں، سب صلحاء خدا کے فرزند ہیں، تمام انبیاء الٰہة اور خدا ہیں وغیرہ وغیرہ، تو جناب پادری صاحب آپ نے صاف لکھ دیا کہ:-

> "احمدی علماء نے جو بائیبل مقدس سے حوالے پیش کئے ہیں وہ توضیح واضح کے طور پر محض دفع الوقتی اور نمبر شمار بڑھانے کی غرض سے ہیں۔ ورنہ ہم نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ صرف خداوند یسوع مسیح کو ہی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ بلکہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ صرف آں خداوند کو ہی اکلوتا بیٹا کہا گیا ہے۔ یوحنا ۱/۱۴–۱۸، ۳/۱۶–۱۸، ۱۔یوحنا ۴/۹۔ اور اکلوتے بیٹے کا لفظ ہی اس امر پر دلالت صریح ہے کہ ان معنی میں خدا کے کسی اور بیٹے کا امکان ہی نہیں"

گویا ابن اللہ کا لفظ یسوع مسیح سے مخصوص نہیں اور بھی بہت سے لوگ از روئے بائیبل ایسے ہیں جن پر ابن اللہ کا لفظ بولا گیا ہے۔ بالفاظِ دیگر پادری صاحب کے نزدیک ابن اللہ کا اطلاق دلیلِ الوہیت نہیں ورنہ وہ سب لوگ الٰہ تسلیم کرنے پڑیں گے جن کو بائیبل میں ابن اللہ کہا گیا ہے۔

جناب عالی! جب ابن اللہ کا اطلاق الوہیت کی دلیل نہیں تو ابن اللہ کا تجسّم (اگر ثابت بھی ہو جائے تو) الوہیت مسیح کی دلیل کیونکر بن سکتا ہے۔ ابن اللہ ہونا خدا ہونے کے مترادف نہیں، ابنیت دلیلِ الوہیت نہیں تو تجسّم ہونے یا نہ ہونے کا کیا سوال ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ پادری عبدالحق صاحب "ابن اللہ کا تجسّم" عنوان مان کر خود بخود الوہیت مسیح کے اثبات میں ناکام ثابت ہو گئے ہیں۔ اگر ان کے زعم میں ابن اللہ کا لفظ الوہیت مسیح کو ثابت نہیں کرتا بلکہ یہ مدعی "اکلوتا

بیٹا" کے لفظ سے ہی ثابت ہو سکتا تھا تو انہیں عنوان "اللہ کے اکلوتے بیٹے کا مجسم" مقرر کرنا چاہیئے تھا۔ کیا یہ پادری صاحب کی فاش غلطی نہیں؟

"اکلوتے بیٹے" کے لفظ سے کس بات پر صریح دلالت ہوتی ہے؟ اس پر غور کرنے سے پہلے مجھے کھلے لفظوں میں کہنے دیجئے کہ جناب پادری عبدالحق صاحب نے بزرگ پادری ٹھاکر داس صاحب کی یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ:۔

"لفظ بیٹا الوہیت کو ادا کرنے کیلئے نہیں ہے" (رسالہ عمانوئیل ص۱۱)

مگر ابھی تک وہ بزرگ پادری صاحب موصوف سے اس بارے میں متفق نہیں ہیں کہ:۔

"کسی صورت میں اکلوتے بیٹے کے یہ معنے نہیں معلوم ہوتے کہ ازل سے تولّد ہوا ہے" (" ص۱۳)

یقین ہے کہ اگر پادری عبدالحق صاحب نے ہماری تحقیق کو غور سے پڑھا تو وہ ایک دن یہ بات بھی مان جائیں گے کہ لفظ "اکلوتا بیٹا" بھی الوہیت اور ازلیت پر دلیل نہیں۔

آئیے اب ہم لفظ "اکلوتا بیٹا" کی تحقیق کریں کیونکہ پادری صاحب کا سارا دارومدار اسی لفظ پر ہے۔ پادری صاحب کے پیش کردہ پانچ حوالجات میں یہ لفظ اس طرح وارد ہوا ہے:۔

(الف) ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال (یوحنا ۱/۱۴)

(ب) اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے۔ (یوحنا ۱/۱۸)

(ج) اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا۔ (یوحنا ۳/۱۶)

(د) خدا کے اکلوتے بیٹے کے نام پر ایمان نہیں لایا۔ (یوحنا ۳/۱۸)

(ہ) خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا۔ (۱۔ یوحنا ۴/۹)

معزز ناظرین! اس لفظ "اکلوتا بیٹا" کی تحقیق کے لئے مندرجہ ذیل امور خاص طور پر قابل توجہ ہیں:۔

**(امر اوّل)** یہ لفظ چاروں انجیلوں میں سے صرف انجیل یوحنا میں چار دفعہ اور مقدس یوحنا کے خط میں ایک دفعہ آیا ہے۔ غور فرمائیں کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ یسوع کی الوہیت کا انحصار لفظ "اکلوتا بیٹا" پر ہو مگر متی، مرقس اور لوقا اپنی اناجیل میں اس لفظ تک کو ذکر نہ کریں۔ کیا یہ سمجھا جائے کہ چاروں انجیل نویسوں میں سے صرف یوحنا ہی یسوع کی الوہیت کا اقراری تھا باقی اس کے منکر تھے؟ ہم جب انجیل یوحنا کی مجموعی عبارت پر غور کرتے ہیں تو انجیل نویس کا Theme تو یہی نظر آتا ہے کہ یسوع مسیح کو صرف رسول اور نبی کی حیثیت میں پیش کرے اور اللہ تعالیٰ کی توحید حقیقی کا اعلان کرے جیسا کہ اس نے یسوع مسیح کا قول لکھا ہے کہ:۔

"ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدا واحد اور برحق کو، اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں" (یوحنا ۱۷/۳)

اور بھی بہت سے حوالے ہیں۔ اندریں صورت اگر یہ سوال ہو کہ پھر جناب یوحنا نے اکیلے "اکلوتا بیٹا" کا لفظ کیوں استعمال کیا تو ہمارا محققانہ جواب یہ ہے کہ مقدس یوحنا کی طبیعت میں "جدت پسندی" اور کچھ مبالغہ کی طرف رجحان تھا جس کا واضح ثبوت انکی انجیل کی آخری آیت کے یہ الفاظ ہیں :-

> "اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے۔ اگر وہ جُدا جُدا لکھے جاتے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ جو کتابیں لکھی جاتیں ان کے لئے دنیا میں گنجائش نہ ہوتی"
>
> (یوحنا ۲۱/۲۵)

ہمارا یقین ہے کہ جناب یوحنا نے محض جدت پسندی کے جذبہ کے ماتحت دوسرے انجیل نویسوں سے ہٹ کر محض بیٹا کی بجائے "اکلوتا بیٹا" کا لفظ استعمال کر دیا۔ ممکن ہے کہ انہوں نے اس لفظ میں عقیدت کا ذرا زوردار اظہار تصور فرمایا ہو۔ اتنی سی بات کو جناب پادری عبدالحق صاحب نے الوہیت مسیح کے لئے واحد بنیاد خیال کر لیا ہے۔

**(امر دوم)** پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ (الف) اللہ تعالیٰ نے مسیح کو کبھی نہیں کہا کہ تُو میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ اگر کہا ہے تو پادری صاحب موجودہ اناجیل سے ہی کوئی حوالہ پیش کریں کسی سابقہ الہٰی صحیفہ کا حوالہ دکھلائیں مگر پادری صاحب ایسا نہیں کر سکتے (ب) یسوع مسیح نے خود کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ مَیں اکلوتا بیٹا ہوں اور یہ میری الوہیت کی اصل دلیل ہے۔ ہم پہلے پرچہ میں لوقا ۹/۱۸-۲۱، مرقس ۸/۲۷-۳۰، متی ۱۶/۱۳-۱۹ کے حوالوں سے دکھا چکے ہیں کہ حضرت مسیح نے تنہائی میں اپنے حواریوں سے پوچھا کہ لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ بعض ایلیاہ، بعض یرمیاہ اور بعض نبیوں میں سے کوئی نبی۔ تب مسیح نے پوچھا کہ تم مجھے کیا کہتے ہو؟ اس پر پطرس نے کہا تُو مسیح ہے (مرقس)۔ تُو خدا کا مسیح ہے (لوقا)۔ تُو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے (متی)۔ اس وقت کسی حواری نے نہ کہا کہ ہم تجھے خدا کا اکلوتا بیٹا سمجھتے ہیں۔ اب دُو ہی صورتیں ہیں (۱) یا تو یسوع مسیح نے اپنے حواریوں کو کبھی بتایا ہی نہیں تھا کہ وہ اکلوتا بیٹا ہے (۲) یا پھر وہ اکلوتا بیٹا اور بیٹا مسیح کو ہم معنے اور مترادف سمجھتے تھے۔ ہر دو صورتوں میں جناب پادری عبدالحق صاحب کا استدلال باطل ٹھہرتا ہے۔ ہاں اس جگہ یہ بات ایک معمہ ہے کہ جب پطرس نے کہا کہ ہم تجھے مسیح یا خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں تو مسیح نے انہیں تاکید کر کے حکم دیا کہ "یہ کسی سے نہ کہنا" آخر کیوں؟ کیا یہ بات نادرست تھی یا یہودیوں کا خوف غالب تھا؟ پادری عبدالحق صاحب نے اپنے پرچہ میں "تقریری حدیث" کا ذکر کیا ہے۔ ان پر واضح رہے کہ تقریری حدیث مندرجہ بالا واقعہ کو کہتے ہیں۔ اگر پطرس کا جواب غلط یا ناقص ہوتا تو یسوع کا فرض تھا کہ انہیں فرماتا کہ تم عجیب آدمی ہو ساری عمر مَیں تم کو پڑھاتا رہا ہوں کہ مَیں خدا کا اکلوتا بیٹا ہوں مگر تم مجھے علیحدگی میں بھی زیادہ سے زیادہ مسیح یا نرا بیٹا کہتے ہو۔ مگر مسیح کی اس وقت کی خاموشی واضح دلیل ہے کہ مسیح کا مقام یا دعویٰ اس سے زیادہ نہ تھا۔ "اکلوتا بیٹا" یا تو خود ساختہ لفظ

ہے اور یا پھر مسیح اور بیٹا کا مترادف ہے۔ یوحنا کی مراد بھی اِس سے زیادہ نہ تھی۔ اور یہ امر پادری صاحب تسلیم کر ہی چکے ہیں کہ لفظ بیٹا سے وہ مسیح کی الوہیت پر استدلال کے دعویدار نہیں ہیں۔

(امر سوم) یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ یہودیوں نے پیلاطس کی عدالت میں حضرت مسیح کے خلاف جو بڑے سے بڑا قابلِ اعتراض لفظ منسوب کیا تھا وہ محض "خدا کا بیٹا" تھا۔ "اکلوتا بیٹا" نہ تھا۔ لکھا ہے کہ انہوں نے کہا کہ:۔

"ہم اہلِ شریعت ہیں اور شریعت
کے موافق وہ قتل کے لائق ہے کیونکہ
اس نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا بنایا"
(یوحنا $\frac{19}{7}$)

یقیناً یہ یہودی علماء کی شرارت تھی۔ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے خلاف اِس لفظ سراسر غلط تاثر پیدا کرنا چاہا ہے۔ آج حضرت مسیح عدالت میں مظلوم، مقید اور مقہور کھڑے ہیں۔ حواری بھاگ چکے ہیں۔ پیلاطس ایک بزدل حاکم ہے حق کو جانتے کے باوجود اس کی دلیرانہ حمایت نہیں کر سکتا اور یہودی علماء ایک عام مروجہ محاورہ سے جھوٹا استدلال کر کے مسیح کو دار پر کھینچنا چاہتے ہیں اور بڑھ بڑھ کر باتیں بنا رہے ہیں ورنہ ایک سال قبل جب مسیح آزاد تھے اور عید تجدید ۳۳ء کے موقعہ پر اسی فقرہ سے انہوں نے عوام کو مشتعل کرنا چاہا تھا تو آپ نے نہایت جرأت سے جواب دیا تھا کہ:۔

"کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے
کہ میں نے کہا تم خدا ہو؟ جب اُس نے
انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا
اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں
آیا تم اُس شخص سے جسے باپ نے مقدس
کر کے دنیا میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا
ہے اسلئے کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا
ہوں" (یوحنا $\frac{10}{34-36}$)

یہودی اِس جواب پر لاجواب ہو گئے تھے مگر آج پیلاطس کی عدالت میں پھر اس غلط استدلال کو دہرا رہے ہیں۔ ہماری طبیعت حضرت مسیح علیہ السلام کی اس بےکسی سے سخت متاثر ہے جو انہیں پیلاطس کی عدالت میں پیش آ رہی تھی۔ اسی لئے ہم ذرا دوسری طرف چلے گئے۔ پادری عبدالحق صاحب اور اُن کے ساتھی پادری صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ غور فرمائیں کہ اگر حضرت مسیحؑ نے کبھی یہود کے سامنے اپنے آپ کو **اکلوتا بیٹا** کہا ہوتا تو وہ اس موقعہ پر ضرور اِس لفظ کو استعمال کرتے۔ ان جھوٹے اہلِ شریعت یہودیوں کا اسے اُس وقت بیان نہ کرنا صاف ثابت کرتا ہے کہ مسیح نے کبھی نہ کہا تھا کہ میں اکلوتا بیٹا ہوں۔ باقی رہا لفظ "خدا کا بیٹا"، ہم اس پر گذشتہ پرچہ میں بالتفصیل گفتگو کر چکے ہیں۔ پادری صاحب نے بھی مان لیا ہے کہ محض خدا کا بیٹا دلیلِ الوہیت نہیں۔

(امر چہارم) یہ بات بھی خاص توجہ کے قابل ہے کہ موجودہ بائیبل میں "اکلوتا بیٹا" کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح کے لئے پلوٹھا کا لفظ بھی استعمال ہوا

ہے (عبرانیوں ۱/۶) اور اس سے پہلے توریت میں لکھا ہے:-

"اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا ہے"
(خروج ۴/۲۲)

اب اس کی روشنی میں مسیح کے **اکلوتا بیٹا** اور **پلوٹھا بیٹا** ہونے میں بائیبل کے مطابق ہی تطبیق دیجانی چاہیئے۔ بائیبل میں اُن تمام لوگوں کو جو نیک اور صالح ہوں خدا کا بیٹا کہا جاتا ہے۔ انبیاء و مرسلین کا مقام ان میں ایک خاص مقام ہوتا ہے۔ پھر اس لحاظ سے کہ نبی اپنے وقت میں کشتِ روحانیت کا پہلا اور بہترین پودا ہوتا ہے اس کا حق ہوتا ہے کہ اسے اکلوتا بیٹا اور پلوٹھا بیٹا کہا جائے۔ ہم نے اس تطبیق کے سلسلہ میں اپنے پہلے پرچہ میں ایک **لطیف نکتہ** درج کیا تھا کہ:-

"یہ بات بلاشبہ سچ تھی کہ یہود کے
مغضوب علیہم ہونے کے باعث اپنے
وقت میں حضرت مسیحؑ شروع میں اکیلے ہی
محبوبِ خداوند تعالیٰ تھے۔ گویا وہ
**اوّل المسلین** تھے اور بائیبلی محاورہ
میں خدا کے **اکلوتے بیٹے** تھے۔ جب
حواریوں کو توفیقِ ایمان ملی تو اگرچہ
ایک رنگ میں حضرت مسیحؑ کی **اوّلیت** تو
قائم رہی لیکن ان کے دوسرے ہمرنگ
بھائی بھی پیدا ہو گئے اسی لئے لکھا
ہے کہ:-

"جنہیں اُس نے پہلے سے جانا انہیں
پہلے سے مقرر بھی کیا کہ اس کے بیٹے کے
ہم شکل ہوں تاکہ وہ بہت سے بھائیوں
میں پلوٹھا ٹھہرے" (رومیوں ۸/۲۹)

ہمارا غالب گمان ہے کہ جناب
پادری صاحب اس لطیف نکتہ کو سمجھ
نہیں سکے اسی لئے اس بحث میں پڑ گئے
ہیں کہ "اگر خداوند مسیح کے **ہم شکل** ہونے
سے مراد اس کے ہم پایہ ہونا ہے تو
**خدا کا ہم شکل** مقدس آدم (پیدائش ۱/۲۷)
بھی خدا تعالیٰ کے **مساوی ٹھہریگا**۔"

ناظرین ہماری مندرجہ بالا تطبیق کے الفاظ پر **پھر نظر** فرمائیں کیا ہم نے اس میں ہمشکل سے مساوی یا ہم پایہ مراد لیا ہے۔ ہم نے تو یسوع کی **اوّلیت** کو تسلیم کرتے ہوئے "بہت سے بھائیوں میں پلوٹھا" کی تفسیر میں انہیں "ہمرنگ بھائی" لکھا ہے۔ سوال تو "بھائیوں میں پلوٹھا" کی تفسیر کا ہے۔ اگر بھائیوں سے مراد روحانی مومن ہیں جیسا کہ موقعہ سے عیاں ہے تو ان میں پلوٹھا اوّل المومنین ہوگا اور یہی اکلوتے بیٹے کے معنے ہوں گے اور اگر بھائی لے پالک ہیں تو ان کا پلوٹھا بھی لے پالک ہوگا۔ رومیوں ۸/۱۵ اور گلتیوں ۴ کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ وہاں پر "لے پالک" **غلاموں** کے مقابل پر بیٹے ثابت کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اور مسیح کو ان بیٹوں میں پلوٹھا قرار دیا گیا ہے (رومیوں ۸/۲۹) جن میں وہ قبل ازیں اکلوتا تھا۔ مگر پادری صاحب اپنے پسندیدہ "واک چھل" سے کام لیکر لکھ رہے ہیں کہ:-

"ان کو حقیقی بیٹے کے مقابل لے پالک بیٹے کہا گیا"

حالانکہ ان تمام عبارتوں میں حقیقی بیٹے کا لفظ تک موجود نہیں۔ پتہ نہیں پادری صاحب نے کس غلط فہمی میں یہاں پر "حقیقی بیٹے" کا لفظ لکھ دیا ہے۔ وہ ذرا حقیقی باپ اور حقیقی بیٹے نیز مجازی باپ اور مجازی بیٹے کی تعریف تو لکھیں۔

پادری صاحب کی تفسیر کے غلط اور تفسیر القول بما لا یرضیٰ بہ قائلہ ہونے پر خود رومیوں کے نام کے خط کے یہ فقرات گواہ ہیں کہ:۔

"روح خود ہماری روح کے ساتھ مل کر گواہی دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں اور اگر فرزند ہیں تو وارث بھی ہیں یعنی خدا کے وارث اور مسیح کے ہم میراث۔ بشرطیکہ ہم اس کے ساتھ دکھ اٹھائیں تاکہ اس کے ساتھ جلال بھی پائیں" (رومیوں ۸ : ۱۶-۱۷)

لفظ مسیح کے ہم میراث پر پادری صاحب غور فرمائیں تو انہیں حواریوں کا ایمان کے ذریعہ مسیح کا "ہمشکل ہونا" معلوم ہو جائے گا اور مسیح کے اپنے بھائیوں میں سے پلوٹھا ہونے کا مطلب بھی کھل جائے گا۔ شاید پادری صاحب کو ہم شکل ہونے اور "اپنی صورت پر پیدا کرنے" (پیدائش ۱ : ۲۷) کے الفاظ کے واضح فرق کا اندازہ نہیں ہو سکا نیز ان کی توجہ اس طرف مبذول نہیں ہو سکی کہ خدا اور آدم کی جنس الگ الگ ہے مگر آدم زاد سب ہم جنس ہیں۔ اگر کہو کہ میں تو ابن آدم کو پہلے ہی خدا مانتا ہوں تو یہ کھلا مصادرہ علی المطلوب ہے جو متنازع فیہ امر ہے اسی کو دلیل قرار دینا ہوگا۔

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ انجیل یوحنا میں وارد لفظ "اکلوتا بیٹا" سوائے اوّلیت کے امتیاز کے اور کوئی امتیاز نہیں رکھتا۔ لہٰذا اس لفظ کو اثبات الوہیت مسیح کے لئے دلیل ٹھہرانا "الغریق یتشبث بالحشیش" یعنی ڈوبتے کو تنکے کے سہارا سے زیادہ کچھ نہیں۔ ضعف الطالب والمطلوب۔

(امر پنجم) پادری عبدالحق صاحب سمجھ رہے ہیں کہ یوحنا ۱ : ۱۴ کے لفظ "جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال" کے فقرہ میں باپ سے مراد خدا ہے حالانکہ محققین نے ان معنوں کی کھلی تردید کر دی ہے۔ تحقیقی ترجموں میں لکھا ہے:۔

*"glory such as belongs to an only begotten son from a father"*

یعنی باپ سے مراد خدا باپ نہیں بلکہ عام انسانی باپوں میں سے ہر وہ باپ مراد ہے جس کا کوئی اکلوتا بیٹا ہو۔ مطلب یہ ہوا کہ جس طرح کسی انسان کا اکلوتا بیٹا اس کی خاص محبت اور توجہ کا مرکز ہوتا ہے اور وہ اس کا اعزاز و اکرام چاہتا ہے اسی طرح اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ حضرت مسیحؑ سے خاص محبت کرتا ہے اور ان کا اعزاز و اکرام قائم کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا یوحنا کی

اس آیت کو الوہیتِ مسیح کی دلیل گرداننا محض تحکم ہے۔

بائبل کے محاورہ میں خاص پیارے بیٹے کو اکلوتا بیٹا کہہ دیا جاتا ہے۔ دیکھئے بائبل تسلیم کرتی ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے تھے:۔

۱۔ ہاجرہ ابرام کے لئے بیٹا جنی اور ابرام نے اپنے بیٹے کا نام جو ہاجرہ جنی اسمٰعیل رکھا۔" (پیدائش ۱۶/۱۵)

۲۔ اس (سارہ) سے بھی تجھے ایک بیٹا بخشوں گا" (پیدائش ۱۷/۱۹)

۳۔ جب اس (ابراہیم) کے بیٹے اسمٰعیل کا ختنہ ہوا وہ تیرہ برس کا تھا۔" (پیدائش ۱۷/۲۵)

۴۔ اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری سنی۔ دیکھ میں اُسے برکت دونگا اور اُسے برومند کروں گا۔"

(پیدائش ۱۷/۲۰)

لیکن اس کے باوجود جب بائبل والے حضرت اضحاق کو زیادہ پیارا اور مقرب ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو اُسے "اکلوتا بیٹا" قرار دیتے ہیں لکھا ہے:۔

"تو اپنے بیٹے ہاں اپنے اکلوتے بیٹے کو جسے تُو پیار کرتا ہے اضحاق کو لے۔" (پیدائش ۲۲/۲)

حالانکہ اضحاق حقیقتاً اکلوتا بیٹا نہ تھا۔

پس اسی طرح اگر یسوع کو انجیل یوحنا میں اکلوتا بیٹا لکھ دیا گیا ہے تو اس کے معنے اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک انجیل نویس اپنے خاص رجحان کے باعث حضرت مسیح کو اللہ تعالیٰ کا زیادہ پیارا اور خاص مقرب قرار دینا چاہتا ہے وبس۔ اس کو الوہیتِ مسیح کی دلیل ٹھہرانا محض تحکم ہے۔

---

## عیسائی صاحبان سے گفتگو کرنے والوں سے!

پاکستان میں پادری صاحبان کثرت سے عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو اُن سے اکثر گفتگو کا موقعہ ملتا ہے۔ پادری صاحبان سادہ لوح مسلمان کو پہلے تو کہتے ہیں کہ قرآن مجید نے انجیل کی تعریف کی ہے اور ہدایت قرار دیا ہے اور پھر جھٹ انجیل سے ایسے حوالے پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ یسوع کو خدا نے اپنا بیٹا قرار دیا ہے، لہذا وہ خدا ہیں۔

اس طریق پر پادری صاحبان مسلمانوں کو مسیحیت کا قائل کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اوّل تو قرآن مجید نے اصل توراۃ و انجیل کو منجانب اللہ قرار دینے کے ساتھ یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ بعد ازاں یہود و نصاریٰ نے ان میں تحریف کر دی ہے اسلئے آج وہ اپنی ذات میں پوری طرح صحیح نہیں۔ دوسرے انجیل کے خاص محاورات اور تمثیلات میں اُن کے رُو سے بہت سے نیک لوگوں کو خدا کا بیٹا قرار دیا گیا ہے۔ سوم اب پادری عبدالحق صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ بائبل میں کسی کو خدا کا بیٹا قرار دینا اس کی الوہیت کی ہرگز دلیل نہیں پس عام پادریوں کی یہ دلیل ساقط ہو گئی۔ باقی جو اکلوتا بیٹا پر پادری عبدالحق صاحب نے استدلال کیا ہے اس کا جواب اوپر درج ہو چکا ہے اسے اچھی طرح یاد کرنا چاہیئے۔

(ایڈیٹر)

# اصحاب کہف انکشافاتِ جدیدہ کی روشنی میں

## قرآنی سرگذشت

(جناب شیخ عبدالقادر صاحب فاضل لاہور)

اصحابِ کہف کی سرگذشت جو کہ سورۂ کہف میں بیان ہوئی ہے مختصراً درج ذیل ہے :۔

(۱) یہ لوگ اُس حق پرست طائفہ سے تعلق رکھتے تھے جن کا نام "اصحاب الکہف والرّقیم" تھا۔ یعنی یہ گروہ غاروں والے علاقہ میں پناہ گزین ہے اور اپنی مقدس تعلیمات اور حالات کو نوشتوں یا کتبات کی صورت میں محفوظ کرنے والا تھا۔ سیاقِ عبارت میں عیسائیوں اور اُن کے غلوّ فی الدین کا ذکر ہے۔ اس کے بعد توحید کے ان پرستاروں کا بیان ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ لوگ قرونِ اُولیٰ کے حق پرست عیسائی تھے۔

(۲) حکومتِ وقت اور رعایا اُن کے خلاف تھی۔ مخالف چاہتے تھے کہ انہیں جبراً اپنے دین میں واپس لے آئیں بصورتِ دیگر ان کو سنگسار کر دیا جائے لیکن یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ رکھتے ہوئے اور اُس کے حضور دعائیں کرتے ہوئے ایک مخفی غار میں پناہ گزین ہو گئے۔ اِن کی قوم شرک کی علمبردار تھی اور یہ توحید کے دلدادہ۔ انہوں نے عزلت گزینی گوارا کی لیکن حق کو نہ چھوڑا۔

(۳) وہ ایک مدت تک محاصرہ کی حالت میں رہے۔ زندگی کی کوئی صدا اُن کے کانوں تک نہیں پہنچتی تھی وہ مشعلِ ایمان کو اپنے سینوں میں دبائے ہوئے روشن مستقبل کے انتظار میں غاروں والے علاقہ میں مخفی زندگی بسر کر رہے تھے۔

(۴) اُن کا غار کسی ایسی اوٹ کے اندر واقع تھا کہ طلوع و غروب کے وقت آفتاب کترا کر گزر جاتا۔ اِن اوقات میں وہ سورج کو دیکھ نہیں پاتے تھے۔

(۵) ایک عرصہ تک وہ ایسی حالت میں رہے پھر وہ اٹھائے گئے یعنی تعبر گنامی سے باہر نکلے انہوں نے جب غار کو چھوڑا تو اس کا اندازہ نہ کر سکے کہ کتنے عرصہ تک یہاں رہے ہیں (کیونکہ غار میں سب کے سب یک وقت نہیں آئے تھے بلکہ مختلف

اوقات میں پناہ کے لئے پہنچتے رہے) باہر نکلنے
پر وہ کہتے ہیں کہ ہم دن یا دن کا کچھ حصہ یہاں
رہے ہیں " یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ" قرآنی محاورہ
میں غیر معین مدت کو کہتے ہیں۔ آیت ۱۲ میں
اس مدت کو " سِنِیْنَ عَدَدًا " یعنی گنتی
کے سال کہا گیا۔

(۶) فرمایا کہ یہ سارا معاملہ اسلئے ہوا کہ واضح ہو جائے
کہ دونوں جماعتوں میں سے کونسی جماعت زمانۂ
عزلت گزینی کے اوقات کو بہتر صورت میں
محفوظ رکھنے والی ہے۔ گویا اس زمانہ میں
عیسائی دو گروہوں میں بٹے ہوئے تھے ان
دونوں جماعتوں کے لوگ (یعنی عبرانی اور
یونانی شاخ کے عیسائی) دورِ عقوبت میں
غاروں میں پناہ گزین ہوئے۔ حالات کے
سازگار ہونے پر یہ لوگ غاروں سے باہر
آ گئے۔ اب ان کے ایمان کا امتحان تھا کہ کون سا
گروہ زمانۂ عزلت گزینی کے اوقات کو محفوظ
رکھتا ہے اور کون سا گروہ اس تعلیم و تربیت
کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ جو دُنیا اور علائق دنیا
سے منہ موڑ کر انہوں نے حاصل کی۔

(۷) جب اصحابِ کہف اپنے غار کو چھوڑ کر باہر
آ گئے تو انہوں نے پرانے سکے دے کر اپنا ایک
آدمی شہر میں کھانا لانے کے لئے بھیجا اور تاکید
کی کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ اس عرصہ میں
شہر میں بھی بہت سے لوگ اسی دین میں داخل
ہو چکے تھے جس کے وہ اس سے پہلے دشمن تھے۔
اُن کو خبر ہو گئی اور یوں اصحابِ کہف کا معاملہ
حق پرست لوگوں کے لئے ایک مثالی نمونہ بن گیا۔

(۸) اب رعایا کے وہی لوگ جو کہ اُن کے خون کے
پیاسے تھے اُن کے اس درجہ معتقد ہو گئے کہ
انہوں نے اصحابِ کہف کے غار پر ایک مسجد
کی بنیاد رکھ دی۔

(۹) قرآن مجید کے نزول کے وقت اس واقعہ کی
تفصیلات چونکہ لوگوں کو معلوم نہ تھیں اسلئے
طرح طرح کی باتیں مشہور تھیں۔ بعض کہتے کہ وہ
تین ہیں اور چوتھا اُن کا کُتّا ہے۔ بعض کہتے
پانچ ہیں اور چھٹا اُن کا کُتّا اور بعض سات
تک اُن کی تعداد پہنچاتے۔ فرمایا کہ لوگ صرف
اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔ اُن کی اصل گنتی بہت کم
لوگوں کو معلوم ہے۔ صحیح تعداد اللہ تعالیٰ ہی
بہتر جانتا ہے۔ اسی طرح مدتِ عزلت گزینی
کے متعلق بھی لوگ مختلف الخیال تھے۔ فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کتنی مدت
تک رہے۔ ظاہر ہے کہ ظلم و ستم کے ستائے ہوئے
لوگ جو کہ عیسائیوں کے دو گروہوں سے تعلق
رکھتے تھے مختلف اوقات اور مختلف تعداد
میں غاروں میں پناہ کے لئے پہنچتے رہے۔ اسلئے
اُن کی صحیح تعداد اور پناہ گزینی کی مدت کا
اندازہ لوگوں کے لئے مشکل تھا جس شخص نے
جتنے لوگوں کو دیکھا یا اُن کے متعلق سُنا دیا

روایت اُس نے بیان کر دی۔ اصل حقیقت لوگوں کو معلوم نہ تھی[1]

یہ ہے اصحابِ کہف کی قرآنی سرگزشت۔ اِس کا ایک حصّہ کشفی نظارہ سے تعلق رکھتا ہے جسے ظاہر پر محمول کرکے اِس قصّہ کو اُلجھا دیا گیا۔ کشفی نظارہ "وتری الشمس اذا طلعت" سے شروع ہوتا ہے۔ اِس کشف میں پہلے اصحابِ کہف کے ابتدائی دَور کا منظر سامنے آتا ہے۔ ایک کشادہ غار ہے جس میں وہ محصور ہیں۔ کسی اوٹ کے باعث سورج بھی طلوع و غروب کے وقت کترا کر گزرتا ہے۔ گویا ہر قسم کی ترقیات کے دروازے اُن پر بند ہیں۔ اس کے بعد وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا میں اصحابِ کہف کے اُن پیروکاروں کا ذکر ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں موجود تھے۔ فرمایا کہ وہ تمہیں بیدار دکھائی دیں گے لیکن دراصل وہ سوئے ہوئے ہیں یعنی رہبانیت کے باعث عیسائی مذہب اور قوم کی قوتیں خوابیدہ ہیں۔ اب تیسرا دَور سامنے آتا ہے وہی لوگ جو کہ ابتداء میں یمین و یسار روکوں کے اندر گھرے ہوئے تھے۔ اب اُن کی نسلیں اِن حدود کو توڑ کر دائیں بائیں پھیل جاتی ہیں۔ ہر شخص کے ساتھ اُس کا کُتّا نظر آتا ہے۔ ان کے رعب و جلال کو دیکھ کر دنیا دنگ ہے خصوصاً مسلمانوں کے دل اِن عیسائی قوموں کے رُعب سے بھر جائیں گے۔

فرمایا اِسی طرح ہم نے اصحابِ کہف کو اٹھایا۔ یعنی اِن ترقیات کے ادوار کو پورا کرنے کے لئے ہم نے غار کے پناہ گزینوں کو اٹھا کھڑا کیا۔ یہاں سے پھر اولین اصحابِ کہف کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اِس کشفی نظارہ میں اصحابِ کہف کی تین حالتوں کا ذکر ہے۔

(۱) ابتدائی کس مپرسی [illegible] ب کہ دین کا درد رکھنے والے لوگ ظلم و ستم سے مجبور ہو کر غاروں میں پناہ گزین ہو گئے۔

(۲) زمانۂ نبوی میں عیسائیت کے زوال پذیر ہونے کی صورت۔

(۳) اور اِس کے بعد عیسائی قوموں کی مادی ترقیات کا دَور۔

لوگوں نے اِس کشفی نظارہ کو ابتدائی اصحابِ کہف کے حالات پر محمول کرتے ہوئے وہی باتیں اپنا لیں جو کہ سات سونے والوں کے مروّجہ قصّہ میں مشہور تھیں جن کے باعث قرآنی بیانات کو چیستان بنا دیا گیا۔

یہاں یہ امر مدِّنظر رہے کہ قرآن حکیم اہلِ کتاب کے اختلافات میں حَکَم بن کر آیا ہے۔ قرآنی قصص کی حقیقت اور زیادہ نمایاں ہوتی ہیں جب اہلِ کتاب کے اساطیر و روایات کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ نصاریٰ میں سات سونے والوں کا قصّہ اسلام سے قبل مشہور تھا۔ مختصراً یہ قصّہ یوں تھا کہ ایشیائے کوچک میں افسس کے مقام پر سات عیسائی نوجوان بادشاہِ وقت ڈیسیس کے مظالم اور مداخلت فی الدین کے باعث آبادیوں سے کنارہ کش ہو کر ایک غار میں چھپ گئے۔ بادشاہ نے غار کا دہانہ ایک بہت بڑے پتھر سے بند کرا دیا۔ وہاں وہ ١٨٧ سال تک سوتے رہے۔

---

[1] اِس مقام کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر صغیر۔

بیدار ہوئے تو بھوک نے ستایا۔ پرانے سکّے دیکر ایک ساتھی کو شہر کی جانب بھیجا کر کھانے کے لئے کچھ لائے۔ جب وہ آبادی میں گیا تو حیران تھا کہ وہ لوگ جو اس سے پہلے صلیب کے دشمن تھے اب اس کے پرستار ہیں۔ لوگ بھی حیران تھے کہ یہ پُرانی وضع اور پُرانے سکّے لانے والا کون شخص ہے۔ یہاں سے بات کھُل گئی اور ان سات نوجوانوں کے اعزاز و اکرام کے لئے بادشاہِ وقت ان کے غار تک گیا۔ ان سے پیش آمدہ واقعات کو قدرتِ الہٰی کا ایک عجیب و غریب کرشمہ سمجھا گیا (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو زوال روما اڈگبن فصل ۳۳)

قرآن مجید کے نزول کے وقت اہلِ کتاب میں اصحابِ کہف کا یہ واقعہ مشہور اور زبان زدِ خلائق تھا۔ قرآن مجید میں اصحابِ کہف کے اصل حالات تاریخ کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ صحیح واقعہ (بنا برحق) بیان کر کے اُن غلط باتوں کی تردید مقصود ہے جو اِس مشہور قصہ سے وابستہ ہوگئی ہیں۔ قصہ میں یہ ہے کہ پناہ لینے والے نوجوان صلیب کے پرستار تھے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ وہ توحید کے دلدادہ اور خدا تعالےٰ کے سچے عبادت گزار تھے۔ قصہ میں ہے کہ وہ دو صدیوں تک (یا بعض روایات کی رُو سے تین صدیوں تک) سوئے رہے اور یہ ایک عجوبہ ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا کہ یہ قصہ کوئی عجیب و غریب کرشمہ نہیں ہے۔ مُدّتِ عُزلت گزینی کا اللہ تعالیٰ کو صحیح علم ہے لوگوں کو صحیح اندازہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ اصحابِ کہف کچھ اِس طرح محصور تھے کہ بیرونی دنیا کی صداؤں کی طرف سے اُن کے کان بالکل بند تھے۔ وہ گنتی کے سال غار میں رہے۔ قرآنی بیان سے ظاہر ہے کہ اصحابِ کہف نے سارا وقت سو کر نہیں گزارا۔ وہ اصحاب الرقیم بھی تھے۔ انہوں نے اپنی مقدس تعلیمات اور حالات کو نوشتوں اور کتبات کی صورت میں محفوظ رکھا۔ اِسی طرح اصحابِ کہف کی تعداد کے متعلق روایات کو "رجمًا بالغیب" یعنی اندھیرے میں تیر چلانے کے مترادف قرار دیا۔ یہ واقعہ چونکہ دنیا کی آنکھوں سے مخفی تھا۔ بہت کم لوگ اصحابِ کہف کی صحیح تاریخ سے واقف تھے۔ اسلئے فرمایا اِس واقعہ سے متعلق کسی سے کچھ دریافت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اِس میں یہ بتایا کہ اصحابِ کہف کے مروجہ حالات اور لوگوں کی معلومات نہایت درجہ ناقص ہیں۔ صحیح علم قرآن حکیم نے دے دیا تفصیلی علم تاریخ کی روشنی میں نمایاں ہو جائے گا۔

اِس قصہ کو بیان کر کے بتانا یہ مقصود ہے کہ مسیحی قوم کی ابتداء تو اس طرح ہوئی تھی کہ وہ بُت پرستی کے خلاف نبرد آزما تھے۔ شرک سے بچنے کے لئے انہوں نے اپنے عزیز وطنوں کو خیرباد کہا اور غاروں میں پناہ گزین ہوئے۔ وہاں بھی وہ اپنے مشن کو بھولے نہیں۔ انہوں نے اپنی مقدس تعلیمات کو رقم کیا۔ ایک لمبے عرصے تک بڑی بڑی قربانیاں دیں لیکن انتہاء اِس طرح ہوئی کہ اُن کے پچھلے لوگوں نے ایک برگزیدہ نبی کو خدا کا بیٹا بنا لیا۔ یہاں تک کہ اصل دین کا ہر نشان مفقود ہو گیا ٭

# دو سوالات کے جوابات

## (۱) کیا جماعت احمدیہ کے نزدیک قرآن مجید اور حدیث و تفسیر حجت ہے؟

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ موصول ہوا۔ جواباً عرض ہے کہ قرآن مجید ہمارے ہاں قطعی حجت ہے۔ احادیث میں سے اُن احادیث کو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مانتے ہیں جو راویوں کی صحت کے ساتھ اپنے مضمون کے لحاظ سے بھی درست ہوں یعنی ان کا مضمون قرآن مجید کی آیات کے مخالف نہ ہو۔ ایسی احادیث خواہ کسی کتاب میں ہوں ہمیں مسلّم ہیں۔

باقی رہا کتب تفاسیر کا معاملہ سو ان میں بہت اختلاف ہے اور کسی مفسّر کو غلطی سے مبرّا ہونے کا دعویٰ نہیں۔ ان سب نے دین کی عظیم خدمت کی ہے۔ جزاھم اللہ خیراً۔ چونکہ وہ خود بھی اس بات کے مدعی نہیں کہ اُن کی سب باتیں اور تفسیریں ضرور درست ہیں اسلئے ہمیں اُن کی جو بات اور جو تفسیر قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے مطابق اور عقل و واقعات و علوم کی روشنی میں درست معلوم ہوتی ہے ہم اُسے ضرور قبول کرتے ہیں۔ ورنہ نہ قرآنی علوم ختم ہو گئے ہیں اور نہ ہی سابق مفسّرین کی تفاسیر کو حرفِ آخر ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## (۲) کیا امامت و نبوّت کے لئے آزاد اقتدار لازمی ہے؟

جناب حکیم صاحب! آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"امام وہ شخص ہو سکتا ہے جو آزاد اقتدار کا مالک ہو۔ اگر بقول شما مرزا صاحب کو امام کہا جاوے جبکہ وہ تمام عمر غلامانہ زندگی بسر کر گئے۔ تو پھر لفظ امام سے ایک قسم کا مزاح اور استہزاء سمجھا جائے گا۔"

جواباً گذارش ہے کہ لفظ امام کی یہ تشریح آپ نے کس آیت قرآنی سے اخذ فرمائی ہے؟ تاریخی طور پر تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اس آزاد اقتدار کے مالک نہ تھے جس کا آپ نے ذکر فرمایا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اُن سے وعدہ فرمایا تھا اِنِّی جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ اور پھر دوسرے بہت سے انبیاء جو بلاشبہ امام تھے بغیر سیاست اور آزاد اقتدار کے زندگی بسر کر گئے ہیں۔ حضرت لوطؑ، حضرت شیثؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت الیاسؑ، حضرت مسیحؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت موسیٰؑ اور بہت سے انبیاء علیہم السلام ایسے گذرے ہیں جو اپنی زندگی میں آزاد اقتدار کے مالک نہ تھے۔ سوائے دو چار نبیوں کے سب ایسے تھے جنہیں آپ کا

مزعوم آزادیٔ اقتدار حاصل نہ تھا پس آپ کا یہ استدلال کہ امام وہ ہوتا ہے جو آزادیٔ اقتدار کا مالک ہو درست ثابت نہیں ہوتا۔ نیز کسی حکومت کی قانونی اطاعت کا نام غلامی رکھنا بھی درست نہیں۔ قرآن مجید میں صاف لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ کے قانون کے مطابق اپنے بھائی کو روک نہیں سکتے تھے۔ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ (سورہ یوسف) اس سے ظاہر ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام فرعون مصر کے قانون کے تابع تھے۔

انبیاء دنیوی حکومت قائم کرنے کے لئے مبعوث نہیں ہوتے۔ وہ ایک روحانی حکومت قائم کرنے کیلئے آتے ہیں۔ البتہ جب اُن کے مخالف انہیں مظالم کا نشانہ بناتے ہیں تو انبیاء اور اُن کی جماعتوں کو غلبہ بخشا جاتا ہے۔ ہمیشہ مذہبی آزادی چھیننے کا سوال نبیوں کے دشمنوں کی طرف سے پیدا ہوتا ہے اور جنگ کی ابتداء بھی وہی کرتے ہیں۔ جب تک یہ صورت پیدا نہ ہو نبی کبھی جنگ کا آغاز نہیں کرتے۔

اُمید ہے آپ ان سطور پر غور فرما کر حقیقت کو پانے کی کوشش فرمائیں گے *

---

تصوّف

# غارِ ثور میں عشقِ ربّانی کی ایک جھلک

## حضرت مولانا صوفی غلام رسول صاحب راجیکی کے کلمات

اُس وقت عشّاق کے عشق و وفا اور صدق و صفا کی انتہائی منزل جس پر پہنچ کر ابوبکرؓ جیسے رفیق غار کے مُنہ سے نکلا۔ مُحمّدٌ رسُولُ اللّٰہ — یعنی محمد رسول اللہ کی ہستی جو میری محبوب ہستی ہے اسے کوئی گزند نہ پہنچے اور آپ کا بال بال تو نخوار دشمنوں کے شر سے محفوظ رہے۔ سو اُس وقت رفیق غار کے سامنے عشقِ محمدؐ کی انتہائی منزل تھی اور محمدؐ رسول اللہ کے سامنے لا الٰہ الّا اللّٰہ کے عشق و وفا کی انتہائی منزل جس پر وہ عاشق توحید اس حد تک لا الٰہ الّا اللّٰہ کے عشق میں بعالم محویت فنا فی اللہ ہونے سے باقی باللہ کے مرتبۂ قرب و وصال سے اپنے محبوب خدا سے کامل اتحاد اور کامل یگانگت کی شان حاصل کر کے اپنے رفیقِ غار سے کس اطمینان کی حالت کے احساس کے ساتھ اُنہیں تسکین دیتے ہیں کہ لاتحزن اِنّ اللّٰہ معنا یعنی محزون نہ ہو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے اور جن حملہ آور تونخوار دشمنوں کا تجھے میرے متعلق خطرۂ گزند کا احساس ہو رہا ہے وہ سب کے سب لا الٰہ الّا اللّٰہ کے لا الٰہ کی نفی کے نیچے عدم کا حکم رکھتے ہیں نہ کہ وجود کا یعنی جس طرح وہ خدا پر حملہ نہیں کر سکتے اور نہ اُسے گزند پہنچا سکتے ہیں ویسے ہی گزند پہنچانے کے لئے میرے تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اور اس وقت جس طرح اللہ تعالیٰ کی معیّت مجھے حاصل ہے ویسے ہی میرے ذریعے آپ کے لئے بھی خدا کی معیّت باعث حفاظت ہوگی۔ یعنی اِس وقت مَیں اور آپ دونوں ہی

(باقی کالم اوّل پر دیکھیے)

ہم اِلّا اللّٰہ کی حفاظت میں ہیں اور ہمارے کافر دشمن لا الٰہ کی نفی کے اثر کے نیچے کالعدم ہیں *

# زیارتِ حرمین شریفین کے تأثرات

(از جناب الحاج حکیم عبد اللطیف صاحب شاہد گجراتی منشی فاضل)

وہ کونسا مخلص مسلمان ہے جس کے دل میں یہ شوق چٹکیاں نہ لیتا رہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ و تبارک اس کو اس کی زندگی میں نہ ایک بار بلکہ بار بار ارضِ حرم کی زیارت نصیب کرے اور جب اللہ تعالیٰ کی بے انتہا کرم فرمائی سے کوئی ایسا مبارک موقعہ پیدا ہو تو وہ سر کے بل چل کر دیارِ حبیبؐ میں پہنچنے کی کوشش نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے اس ہیچمیرز کو بھی اپنی بے انتہا عنایت سے نوازا۔ اپنے پیارے بندے سیدنا حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے مدظلہ العالی کے دل میں القاء فرمایا اور آپ نے اپنے حج بدل کے لئے خاکسار کو نمائندہ مقرر فرما کر ارضِ پاک کی طرف روانہ فرمایا۔

آپ کی طرف سے مناسکِ حج کی ادائیگی مکہ شریف میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے **البیت العتیق** کی ہمسائیگی اور مبارک دنوں اور راتوں کا اکثر حصہ حرم میں گزارنے کے بعد خاکسار مع رفقاء مدینہ شریف پہنچا۔ حضور **سید العشاق والمحبین** صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر و مزارِ مقدس کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ مجھے گیارہ شب و روز وہاں پر قیام کا موقعہ ملا۔ اس گیارہ روزہ قیام میں تمام مقدس مقامات پر جا کر دعائیں کرنے کے دو دو تین تین بار مواقع ملے اور مزارِ مقدس نبویؐ پر تو دن میں کئی بار حاضری کی سعادت نصیب ہوتی رہی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ خاکسار نے اپنے ذوق کے مطابق حضور کے روضۂ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر حضور کی امت کے **قافلہ سالار عشاقِ** امتِ محمدیہ یعنی حضرت اقدس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ تمام عربی قصائد جن کی تعداد دس ہے پڑھے اور اس طرح تمام فارسی اور اردو قصائد جو حضورؐ کے فضائل و کمالات اور محامد و محاسن پر مشتمل ہیں حضور میں پیش کئے اور حضرت سیدنا صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے جن الفاظ میں سلام پہنچانے کی ہدایت فرمائی تھی اس کی تعمیل کی۔

اس گیارہ روزہ قیام میں خاکسار نے مسجد نبوی[1] کے علاوہ مسجد قباء[2] کی جس کا ذکر قرآن پاک میں مَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ الخ الآیہ کے الفاظ میں ہے تین بار جا کر زیارت کی، دعائیں کیں، نوافل پڑھے۔ نیز مسجد القبلتین[3]۔ مسجد الفتح[4]۔ مسجد سیدنا حمزہؓ[5]۔ مسجد سیدنا ابوبکرؓ[6-7] (دو جگہ مسجد غمامہ کے پاس اور

سلع پہاڑی کے دامن میں) مسجد عمرؓ[۹] (دو جگہ مسجد قباء کے راستہ میں اور سلع پہاڑی کے دامن میں) مسجد غمامہ[۱۰] (جہاں پر حضورؐ عید کی نمازیں پڑھایا کرتے تھے) مسجد جمعہ[۱۱] (جہاں پر حضورؐ نے قباء کے چند روزہ قیام کے بعد مدینہ تشریف لے جاتے ہوئے پہلا جمعہ پڑھایا تھا) مسجد شمس[۱۲] (جو حضورؐ کے والد ماجد کے ننہال بنی نجار کی زرعی زمینوں میں واقع ہے) مسجد برلب[۱۳] مرکز جبل اُحد، مسجد حضرت علیؓ[۱۴] در دامن سلع کی زیارت کی اور نوافل ادا کئے، دعائیں کیں۔

مساجد کے علاوہ شہداء اُحد کے مقابر اور جنّت البقیع اور مسجد قباء کے متصل مقبرہ میں کئی بار پہنچا۔ ان تمام مقدسین کے لئے جو وہاں پر مدفون ہیں ترقی درجات کی دعائیں کیں۔

ان سب مساجد، مقابر[۱۵] وغیرہ میں جس چیز نے خاکسار کو نمایاں طور پر متاثر کیا وہ حضرات خلفاء ثلاثہ حضرت سیدنا ابوبکرؓ حضرت سیدنا عمرؓ حضرت سیدنا عثمانؓ، حضرات سادات عشرہ مبشرہ اور دوسرے ہزارہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین الی یوم القیامہ (صرف جنّت البقیع میں دس ہزار سے زیادہ صحابہ کرامؓ مدفون ہیں) کا جا بجا ذکر خیر اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس مسجد نبوی اور روضۂ اطہر اور دوسری مساجد اور مقابر کے ساتھ ابدی وابستگی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص الخاص مشیت کے ماتحت اپنے ابدی فرمان فاذکرونی اذکرکم کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی قائم رکھ کر زندہ جاوید بنا دیا ہے۔

مسجد نبوی کی مشرقی جانب حضورؐ کے روضۂ مقدس کے ساتھ آپ کے دونوں جلیل القدر خلفاء اور حضورؐ کے اصحاب اطہار مدفون ہیں۔ مسجد کے آگے کا بہت بڑا حصہ (جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں مسجد کے اگلے حصہ میں شامل کیا تھا) موجود ہے جس میں برابر چودہ سو سال سے اربوں اربوں مقدس لوگ نمازیں ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس حصہ کا محراب آپ کے مقدس نام "محراب عثمان" کے نام سے مشہور ہے۔ مسجد نبوی کا ایک دروازہ باب ابوبکرؓ یا خوخہ ابوبکرؓ کے نام سے مشہور ہے۔

مکہ شریف میں مقام ابراہیم کے چھوٹے سے کمرہ اور چاہ زمزم کی دیواروں پر بھی خلفائے اربعہ کے نام زائرین کو ان مقدسین پر درود اور سلام یاد دلانے کے لئے کندہ ہیں۔ الغرض مکہ شریف یا مدینہ شریف کے جس مقدس مقام پر جاؤ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے ساتھ خلفائے اربعہ اور دوسرے مقدس بزرگوں پر درود و سلام دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں جاری و ساری ہے۔

یہاں پر خاکسار بڑے ادب کے ساتھ اپنے شیعہ بھائیوں کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خلفائے ثلاثہ اور دوسرے صحابہ کی وابستگی اور قیامت تک ذکر خیر اور ریت کے ذرّوں سے زیادہ دعائیں، درود اور سلام کیا اللہ تعالیٰ کے منشاء مبارک کے ماتحت ہے یا اس کی مشیت کے خلاف؟ ہمارا ایمان ہے

شیعہ اس کا یہی جواب دے گا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے پاک منشاء کے ماتحت ہے پس اللہ تعالیٰ کی اس زبردست فعلی شہادت کو جسے اربوں ارب حجاج جن میں بہت سے شیعہ اصحاب بھی شامل ہیں۔ (اس سال بھی چند ہزار شیعہ صاحبان ایران پاکستان اور ہندوستان سے حج بیت اللہ کے لئے اور اس کے بعد معتدبہا افراد مدینہ شریف پہنچے تھے) دیکھتے چلے آرہے ہیں کیا اس بات کا صحیح یقینی اور قطعی ثبوت نہیں کہ حضرات خلفاءِ ثلاثہ واقعی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب اور حقیقی جانشین تھے؟ ہے اور ضرور رہے!!!

کیا اللہ تعالیٰ کے منشاء، ارادہ اور مشیت کے بغیر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی اور روضۃ من ریاض الجنۃ کے اندر دفن ہوسکتے تھے؟ کیا حضرت عثمانؓ کے نام سے مسجد نبوی کا ایک بڑا حصہ نامزد ہوسکتا تھا؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ماتحت ان تینوں خلفائے کرام اور دوسرے صحابہ عظام کو حضور نبوی کے ساتھ اس طرح وابستہ کر دیا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت انہیں حضورؐ سے جدا نہیں کر سکتی۔ یہ دائمی اور جاودانی وابستگی ان کے اہل حق ہونے کی الشمس فی النہار کی طرح چمکتی ہوئی دلیل ہے اور ان کی حقانیت، صداقت اور تقدس وتطہر پر اللہ تعالیٰ کی وہ فعلی شہادت ہے جسے اربوں ارب اہل اسلام نے دیکھا اور قیامت تک دیکھتے چلے جائیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ہر دو مقدسین سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی خاص الخاص مشیت کے ماتحت نہ صرف حضورؐ کی ساری زندگی میں بلکہ وصال کے بعد بھی حضورؐ کا رفیق بنا دیا اور یہ وہ رفاقت ہے جس کی نظیر کسی دوسرے نبی کی زندگی میں نہیں ملتی ہر دو خلفائے کرام ساری عمر آپؐ کے ساتھ رہے۔ آپؐ پر اپنی جان چھڑکتے اور مال و دولت نچھاور کرتے رہے۔ آپؐ کے بعد آپؐ کے سچے جانشین بنے۔ آپؐ کے کام کو نہ صرف سنبھالا بلکہ فروغ دے کر اوجِ کمال تک پہنچایا۔ وفات کے بعد آپؐ کے روضۂ جنت میں دفن ہوئے اور قیامت کے دن آپ کے ساتھ مبعوث کئے جائیں گے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم +

---

# الفرقان کے "خاتم النبیین نمبر" کے متعلق ایک رائے

ماریشس سے مبلغ سلسلہ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر فاضل لکھتے ہیں:- "رسالہ کا "خاتم النبیین نمبر" احباب نے بہت ہی پسند کیا۔ سادہ الفاظ میں نہایت ہی عمدگی سے مضمون بیان ہوا ہے اور پھر کتابت بھی کھلی کھلی عمدہ ہے۔ بعض دوستوں کیلئے تو وہ اس مسئلہ پر پاکٹ بک کا کام کر رہا ہے۔ بہتر ہوگا کبھی صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور وفات مسیح علیہ السلام پر بھی خاص نمبر نکالے جائیں تا عام دوستوں کے کام آسکیں" +

# لَا تَقْنَطُوْا

(از جناب مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی مرحوم)

زندگانی امتیازِ ما و تُو　　یہ جہاں ہنگامہ ہائے اِلَّا ھُو
تُو سراپا لطف و احسان و کرم　　مَیں سراپا ذوق و شوق و آرزو
ہو گئیں اُس کی دُعائیں مستجاب　　چشمِ گریاں سے کیا جس نے وضو
چار سُو جلوہ نما ہے دلستاں　　دِل اگر سجدہ کناں ہے قبلہ رو
نفسِ دُوں کا بُت اگر ٹوٹا نہیں　　غز نویّت ہے فریبِ ما و تُو
درد مندوں کے یہی دو کام ہیں　　ایک گریہ ایک تیری جستجو
پا لیا سب کچھ نگاہِ ناز میں　　میکشوں نے توڑ کر جام و سبو

لاعلاجِ معصیت کے واسطے
کارگر ہے نسخۂ لَا تَقْنَطُوْا

# احمدیت کی ترقی کے چار دور

## قادیان کی واپسی اور خدمتِ قرآن

؎ مَیں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
(حضرت مسیح موعودؑ)

(از جناب پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم - اے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ کے زمانے میں مومنوں کی جماعت کی تدریجی ترقی کو قرآن کریم میں اِس طرح بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ
اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ
فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی
سُوْقِهٖ - یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ
لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْکُفَّارَ -
(الفتح ع ۴)

یعنی انجیل میں (انجیل والوں کے مقابل کے اسلامی حصہ کی) مندرجہ ذیل حالت بیان ہوئی ہے کہ وہ ایک کھیتی کی طرح (ہونگے) جس نے پہلے تو اپنی روئیدگی نکالی - پھر اس کو (آسمانی اور زمینی غذا کے ذریعہ سے) مضبوط کیا - پھر وہ روئیدگی موٹی اور مزید مضبوط ہوگئی - پھر اپنی جڑ پر مضبوطی سے قائم ہوگئی یہاں تک کہ زمیندار کو پسند آنے لگ گئی - اس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ (اسلام کے منکر یعنی) کفار اُن کو دیکھ دیکھ کر جلیں گے۔"

**دَورِ اوّل کونپل نکالنے کا دَور ہے۔** حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کردے گا - تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا - خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا" (الوصیت صفحہ)

مندرجہ بالا عبارت میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے دَور کے علاوہ باقی تین ادوار کا بھی ذکر فرما دیا ہے جن کا آیت کریمہ میں ذکر ہے۔

**دوسرا دَور:۔** دوسرے دَور کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ اس میں وہ کونپل مضبوط ہو جائیگی۔ الٰہی جماعت کی مضبوطی مختلف فِتن اور ابتلاؤں کے بعد ہی ہوا کرتی ہے اور ابتلاؤں کے ذریعہ سے ہی اس کی مضبوطی کا پتہ چلتا ہے۔ تاریخ احمدیت میں یہ اُس زمانہ کا ذکر ہے جبکہ خلافتِ ثانیہ کے زمانے میں جماعت پر مختلف قسم کے ابتلاء من حیث الجماعت آئے۔ اس کی منظم مخالفت کی گئی۔ حکومتِ وقت کے بعض افسران بھی مخالف ہو گئے۔ مگر اس ابتلاء نے جماعت کو اَور بھی مضبوط کر دیا۔ وہ کونپل جس کا آیت کریمہ میں ذکر ہے اب مضبوط ہو چکی تھی۔ اس زمانے میں جماعت کے مرکز قادیان نے بھی نمایاں ترقی کی۔ وہ دینی و دنیوی علوم کا مرکز بن گیا۔ صنعت و حرفت میں بھی ترقی ہوئی۔ کئی کارخانے قائم ہوئے۔ آبادی بڑھی۔ الغرض ہر رنگ سے مضبوطی پیدا ہوئی۔

**تیسرا دَور:۔** تیسرے دَور کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے فَاسْتَغْلَظَ۔ وہ کونپل موٹی ہو جائے گی۔ اس میں جماعت کے پھیلاؤ اور کثرت سے بیرونی ممالک میں مشنوں کے قیام اور تعمیر مساجد کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اس دَور میں اشاعتِ اسلام وسیع صورت اختیار کر جائے گی اور اس کیلئے ایک علیحدہ انجمن (تحریک جدید) قائم کرنی پڑے گی۔ یہ دَور زیادہ تر ربوہ کے قیام اور بعد کے حالات سے تعلق رکھتا ہے۔

**چوتھا دَور** وہ ہے جب جماعت مضبوطی سے اپنے تنے پر قائم ہو کر ایک پورا درخت بن جائیگی۔ اور تمام دنیا کے تھکے ماندہ لوگ اس کے ٹھنڈے سایوں تلے آرام کریں گے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

> "ابھی تیسری صدی آج کے دن سے
> پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے
> والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت
> نا اُمید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے
> عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں
> ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔
> مَیں تو تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے
> ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ
> بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں
> جو اس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ احمدیت کی ترقی کیلئے قرآن کریم میں چار ادوار مقرر کئے گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک شعر میں اپنے آپ کو چار انبیاء کا مثیل قرار دیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی وحی خفی کے تحت حضورؑ نے اپنی جماعت کی ترقی کے انہی چار ادوار کا ایک پیرائے میں ذکر فرمایا ہے۔

حضورؑ فرماتے ہیں ؎

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

**دورِ اوّل** میں حضور مثیلِ آدم ہیں یعنی ایک نظام کی بنیادی اینٹ رکھ رہے ہیں، ایک تخم ریزی کر رہے ہیں ایسے درخت کی تخم ریزی جس کی ٹھنڈی چھاؤں میں کسی وقت تمام دنیا نے آرام کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو مخاطب کر کے فرمایا:-

اردتُ ان استخلف فخلقتُ
آدم-

یعنی میں نے ارادہ کیا کہ اپنے ایک جانشین کے ذریعہ سے دنیا میں آسمانی بادشاہت قائم کر دوں۔ اسلئے میں نے اس آدم کو پیدا کیا۔ حضور علیہ السلام کے ہاتھوں احمدیت کا یہ پہلا دور بتمام و کمال پورا ہوا۔ خود فرماتے ہیں "میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔" (تذکرۃ الشہادتین)

**دوسرا دور** موسوی دور ہے جس کا تذکرہ اُوپر کیا جا چکا ہے۔ اس کے آخر میں حضور علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی مماثلت میں اپنے خلیفہ برحق و پسرِ موعود کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ نبی کے لئے جو پیشگوئی ہوتی ہے وہ بعض اوقات اس کے خلفاء راشدین کے ذریعہ سے پوری ہوتی ہے۔ اس دوسرے دور کے آخر میں ہجرت مقدر تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہجرت کا حکم فرمایا تو فرمایا تھا کہ موسیٰ! تو بنی اسرائیل کو لے کر چل میں تیرے آگے آگے چلوں گا۔ قریباً انہی الفاظ میں اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرتا ہے۔ فرمایا:-

"یأتی علیک زمنٌ کمثلِ
زمنِ موسیٰ۔ اِنّہٗ کریمٌ تمشّیٰ
امامک وعادیٰ من عادیٰ"
(تذکرہ طبع نو ص۴۶۲ و ص۴۶۳)

یعنی تجھ پر موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کی طرح ایک زمانہ آئے گا۔ وہ کریم خدا تیرے آگے آگے چلیگا (یعنی بحفاظت تیری جماعت کو محفوظ مقام پر پہنچا دیگا) اور جو تیرے ساتھ دشمنی کریگا خدا تعالیٰ اس کا دشمن ہو جائے گا۔"

اسی طرح آپؑ نے کشف میں بھی دیکھا کہ آپ مصر کے دریائے نیل پر کھڑے ہیں۔ فرعون اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ آپؑ کے تعاقب میں ہے۔ آپ کے ساتھی گھبراتے ہیں کہ اے موسیٰ ہم تو پکڑے گئے۔ اس پر آپؑ بلند آواز سے کہتے ہیں:-

کلّا اِنّ معی ربّی سیھدین۔
(تذکرہ طبع نو ص۴۶۹)

اس کشف میں بھی ایک گائے پرست قوم کے ظلم کی وجہ سے ایک دریا عبور کر کے مقامِ امن میں جانے کا ذکر ہے۔ اس کشف میں حضورؑ کو دریائے نیل دکھایا گیا جس سے مراد دریائے راوی تھا جس کے زیریں علاقے کو "نیلی بار" بھی کہا جاتا ہے۔ پس واضح طور پر احمدیت کی ترقی کے دوسرے دور کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے پسرِ موعود کے ذریعہ سے

بطور موسیٰ ظاہر ہوئے۔

**تیسرا دور یعقوبی دور ہے۔** یہ دور ربوہ کے نئے مرکز کے قیام سے شروع ہوتا ہے جس کی پیشگوئی حضرت اقدس علیہ السلام کے اِس الہام میں کی گئی تھی:-

یُخْرِجُ هَمَّهٗ وَ غَمَّهٗ دَوْحَةَ اِسْمٰعِیْلَ (تذکرہ طبع دوم ص[illegible])

کہ مسیح موعودؑ کی ہم وغم اور درد سے بھری ہوئی دعاؤں کی وجہ سے ایک اسماعیلی درخت اُگے گا یعنی جس طرح اسمٰعیل علیہ السلام اور اُن کی والدہ ایک وادِ غیر ذی زرع میں جا بسے تھے اور وہاں پانی نکل آیا اور شہر آباد ہو گیا اسی طرح اِس زمانے میں ابراہیم ثانی کا فرزند اپنی والدہ سمیت ایک وادِ غیر ذی زرع میں آجائے گا۔ یہاں بھی پانی نکل آئے گا اور شہر آباد ہو جائے گا۔

اُوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ نبی کیلئے جو پیشگوئی ہو وہ کبھی اُس کے خلیفہ برحق کے ذریعہ پوری ہوتی ہے۔ اِس دور میں حضور علیہ السلام کی ظلیت میں یہ پیشگوئیاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ کے ذریعہ پوری ہو رہی ہیں۔ اِس دور میں حضورؓ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا مثیل بننا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام گم ہو گئے اور لمبی مدّت تک حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کی واپسی کیلئے درد بھری دعائیں کرتے رہے۔ اس دور میں اکثر آپ پر رقّت کی کیفیت وارد ہوتی تھی جیسے وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ (سورہ یوسف) سے ظاہر ہے بعینہٖ اسی طرح آجکل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ قادیان کی واپسی کے لئے بے قرار ہیں اور آجکل آپ کی یہ بے قراری ایک مرض کا رنگ اختیار کر چکی ہے جس کی طرف الہام میں اشارہ موجود تھا۔ فرمایا:-

وَقَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ۔ یعنی "انہوں نے کہا کہ تُو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہے گا یہاں تک کہ قریب المرگ ہو جائے گا یا مرجائے گا" (تذکرہ طبع ثانی ص۱۶۸-۱۶۹)

حضرت اقدس علیہ السلام کے ایک اور الہام سے تو بالکل کھلے طور پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ یوسف گم گشتہ سے مراد ایک مقام یعنی قادیان ہے اور وہ الہام یہ ہے:-

اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنِ۔ قِیْلَ ارْجِعْ اِلٰی مَکَانِكَ (تذکرہ طبع دوم ص[illegible])

یعنی مَیں تو یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر تم مجھے بہکا ہوا نہ سمجھو۔ کہا جائے گا کہ تُو اپنے مکان کی طرف واپس چلا جا"

اِس الہام نے ظاہر کر دیا کہ اس جگہ یوسفِ گم گشتہ دراصل ایک مقام ہے۔

پس موجودہ دور یعقوبی دور ہے۔ جس میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی مماثلت میں ظاہر ہو رہے ہیں اور یوسف گم گشتہ یعنی قادیان کا بیتابی اور اضطراب سے انتظار کر رہے ہیں اور حَتّٰی تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ والی حالت نظر آ رہی ہے۔

**چوتھا دَور ابراہیمی دَور ہے۔** جو کہ قادیان کی واپسی کے بعد احمدیت کی عالمگیر اشاعت کا دَور ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی وجسمانی نسلیں کثرت سے ملکوں میں پھیل جائیں گی۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔ ع

نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

یہ وہی دَور ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" اور جس کے متعلق حضور فرماتے ہیں کہ:-

"ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ ..... دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

مندرجہ بالا تشریح کی رُو سے وہ دَور جس میں کہ جماعت احمدیہ اِس وقت گذر رہی ہے تیسرا دَور ہے۔ عالمگیر ترقیات والا دَور چوتھا دَور ہے جو اِس کے بعد مقدر معلوم ہوتا ہے۔ فتح مکہ سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے سامنے ایک بہت بڑا مقصد مکّے کو واپس حاصل کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ آپ کی تمام کارروائیوں کا مقصد یہی ہونا چاہیئے کہ مکّے کو حاصل کرنا ہے۔

اسی طرح اسلام کی ترقی کے چوتھے عالمگیر دَور کو جلد سے جلد لانے کے لئے ہر احمدی کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اپنے باطنی وظاہری اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے افضال کو اِس حد تک جذب کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قادیان کو پہلے کی طرح اشاعتِ احمدیت کے لئے پھر فعّال مرکز بنا دے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ مکّہ کی واپسی کی طرح قادیان کی واپسی بھی ایک اٹل تقدیر ہے۔ جن لفظوں میں مکّہ کی فتح کی پیشگوئی کی گئی تھی وہی الفاظ قادیان کی واپسی کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّكَ اِلٰی مَعَادٍ۔ اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْكَ بَغْتَةً یَاْتِیْكَ نَصْرِیْ۔ اِنِّیْ اَنَا الرَّحْمٰنُ ذُوالْمَجْدِ وَالْعُلٰی۔ (تذکرہ طبع دوم ص۳۱۳)

یعنی وہ خدا جس نے خدمتِ قرآن تیرے ذمہ لگائی ہے وہ تجھے ضرور بالضرور اشاعتِ قرآن کے دائمی مرکز یعنی قادیان میں واپس لے آئیگا۔ وہ اِس مقصد کے لئے ملائکہ کی افواج کو ناگہانی طور پر حرکت میں لائے گا اور

اسی کا بول بالا ہوگا"۔

اس الہام میں دراصل قادیان کی واپسی کی ایک ضروری شرط کو بھی واضح کر دیا گیا ہے اور وہ ہے خدمتِ قرآن۔ کیونکہ اشاعتِ قرآن کا دائمی مرکز اللہ تعالیٰ نے قادیان کو مقرر کیا ہے اسلئے قرآن کریم کی عالمگیر اشاعت کے زمانے میں اللہ تعالیٰ پھر قادیان کو ہی فعّال مرکز بنائے گا۔

اس وقت اگر جماعت قرآن کریم کی خدمت پر کما حقہٗ کمربستہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرلے تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ قادیان کی واپسی کا دن جلد ہمیں دکھا دے۔ کیونکہ الہام میں قادیان کی واپسی کے وعدہ کو خدمتِ قرآن کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔

ہمیں سوچنا چاہئیے کہ آخر ہم قادیان کو کیوں واپس حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ کیا اسلئے کہ ہم میں سے بعض کے وہاں مکانات ہیں؟ اگر یہی مقصد ہے تو اس سے ادنیٰ اور کیا مقصد ہو سکتا ہے اور کیا یہ مقصد اللہ تعالیٰ کے افضال کا جاذب ہے یا اس کی ناراضگی کا؟ لیکن اگر اشاعتِ قرآن و اشاعتِ اسلام کی خاطر ہم اُسے بطور فعّال مرکز کے حاصل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اشاعتِ اسلام کا دائمی مرکز قرار دیا ہے تو پھر ہماری موجودہ حالت بھی ایسی ہونی چاہئیے جس سے یہ ظاہر ہو کہ ہم سب خدمتِ قرآن پر کمربستہ ہیں۔ اگر خدمتِ قرآن کا جذبہ ہمارے سینوں میں موجزن نہیں، اگر ہم نہ قرآن کریم تعہد سے پڑھتے ہیں، نہ اسکے مطالب سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، نہ اس کے احکام پر ہمارا عمل ہے تو ہماری قادیان کی واپسی کی تمنا عبث ہے بلکہ ایک مذاق ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اس کی واپسی کے حقیقی مقصد سے ہمارا دُور کا بھی تعلق نہیں ہوگا۔

پس اگر ہم احمدیت کی عالمگیر ترقی کے چوتھے دور کو جلد از جلد لانا چاہتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ اشاعتِ قرآن کے دائمی مرکز کے حصول سے پہلے اسکے ظلی مرکز ہر جگہ قائم کریں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم نے خود قادیان نہیں جانا بلکہ جیسا الہام میں مذکور ہے لرادّک اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر خاص کو حرکت میں لاکر ہمیں وہاں لے جانا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جاری کروانے کے لئے کچھ اعمال کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور وہ عمل یہی ہے کہ ہم خدمتِ قرآن پر ہر رنگ میں کمربستہ ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

اے بے خبر بخدمتِ فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

یعنی اے بے خبر قرآن مجید کی خدمت کے لئے کمر باندھ لے قبل اس کے کہ یہ آواز آجائے کہ فلاں شخص اس دنیا میں نہیں رہا۔

ہم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہماری اور ہماری اولادوں کی تعلیم کا مرکزی نقطہ قرآن کریم ہے یا کہ نہیں۔ کیا ہم اپنے نوجوانوں اور بچوں کو ترجمہ قرآن سکھلا رہے ہیں؟

ہماری جماعت کو خصوصیت سے نوٹ کر لینا چاہیئے کہ ہماری تمام ترقیات قرآن کریم کی خدمت کے ساتھ

وابستہ ہیں۔ ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم کا پیغام پہلے ہی چاردانگ عالم میں پھیلا رہی ہے۔ مختلف ممالک میں اور دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم تیار کر کے پھیلائے جا رہے ہیں۔ ہمارے ہی اولوالعزم مبلغین ہیں جو افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں قرآن کریم ہاتھ میں لے کر عیسائی منادوں کو تابڑ توڑ شکستیں دے رہے ہیں اور خدمت قرآن کا فریضہ بجا لا رہے ہیں۔ مگر صرف ہمارے مبلغین ہی نہیں بلکہ ہر احمدی بوڑھے، نوجوان اور بچے کو خادم قرآن بننا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ سے عاجزانہ دعائیں کرنی چاہئیں اور اپنے نفس سے پورا پورا جہاد کرنا چاہیئے کہ ہم قرآن کریم کی تعلیم کی جیتی جاگتی تصویریں بن جائیں اے خدا تو ایسا ہی کر۔

اسلام کی عالمگیر ترقی کا دَور قادیان کی واپسی سے وابستہ معلوم ہوتا ہے اور قادیان کی واپسی خدمتِ قرآن کے سلسلہ میں انتہائی جدوجہد کرنے سے وابستہ معلوم ہوتی ہے۔ جہاں خدمتِ قرآن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں ہمارے ساتھ عظیم الشان ترقیات کے وعدے کئے ہیں وہاں ایک وعیدی الہام بھی نازل کیا ہے کیونکہ بعض طبائع وعید و انذار سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔ اسلئے اس الہام کا درج کرنا بھی بے موقعہ نہ ہوگا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اسی رات میں ایک الہام ہوا۔ بوقت ۳ بجے ۲ منٹ اُوپر اور وہ یہ ہے۔ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي نَبْتَلِيهِ بِذُرِّيَّةٍ فَاسِقَةٍ مُلْحِدَةٍ يَمِيلُوْنَ اِلَى الدُّنْيَا وَلَا يَعْبُدُوْنَنِي شَيْئًا۔ جو شخص قرآن سے کنارہ کرے گا ہم اس کو ایک خبیث اولاد کے ساتھ مبتلا کریں گے جن کی ملحدانہ زندگی ہوگی۔ وہ دنیا پر گریں گے اور میری پرستش سے ان کو کچھ بھی حصہ نہ ہوگا۔ یعنی ایسی اولاد کا انجام بد ہوگا اور توبہ اور تقویٰ نصیب نہیں ہوگا۔"

(تذکرہ طبع نو ص۳۵۰)

قرآن کریم کی خدمت، اشاعت اور اس پر عمل کے سلسلے میں تمام غفلتوں کو ترک کر دیں۔ تمام احمدی والدین کا فرض ہے کہ اپنی اولادوں کے لئے جس قدر وہ دنیوی تعلیم کا اہتمام کرتے ہیں اس سے بڑھ کر قرآن کریم کی تعلیم کا اہتمام کریں کیونکہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ عہد کیا ہے کہ وہ

**دین کو دُنیا پر مقدم رکھیں گے**

پس قرآن کریم کی تعلیم کو سب تعلیموں پر مقدم کرنا چاہیئے ٭

---

## مکتبہ الفرقان

آپ اس مکتبہ کے ذریعہ سلسلہ کی سب کتب طلب فرما سکتے ہیں
فہرست کتب مطبوعہ تیار ہے مفت طلب فرمائیں۔
(مینیجر مکتبہ الفرقان ربوہ)

# جزیرہ ماریشس میں تازہ تبلیغی مساعی کا مختصر تذکرہ

(از جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر مبلغ ماریشس)

{ مکرم جناب ایڈیٹر صاحب الفرقان - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'
آپ کی چٹھی کے جواب میں تبلیغ کے مختصر حالات ارسالِ خدمت ہیں ——— (منیر) }

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی غرض کے لئے مبعوث فرمایا تھا کہ قرآنی آیت لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ کے مطابق دینِ اسلام کی تکمیلِ اشاعت ہو اور اس کی سچائی دوسرے سب دینوں پر غالب آجائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کی مختلف رنگوں میں نصرت فرما رہا ہے اور آج دنیا کے کونے کونے سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند ہو رہا ہے۔

آج کی صحبت میں صرف ماریشس کے حالات پیش کئے جاتے ہیں جو واقعہ میں دنیا کا ایک کنارہ کہلاتا ہے۔ یہاں پر احمدیت کا قیام اور عروج اس ۸۰ سالہ قبل کے وعدہ الٰہی کے پورا ہونے پر دلیل ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ سے خطاب فرمایا تھا "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اور پھر حضرت امام ہمام المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی پیدائش سے قبل بھی بتایا گیا تھا" وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا" آج اس چھوٹے سے دیپ کے سینکڑوں اور ہزاروں افراد نہ صرف حضرت المصلح الموعود کی شہرت کے زندہ گواہ ہیں بلکہ اس کے فرمان پر جان تک قربان کر دینے کے لئے تیار ہیں۔

ماریشس بحر ہند میں ۷۲۰ مربع میل کا ایک جزیرہ ہے جس کی آبادی تقریباً چھ لاکھ ہے۔ بسنے والوں میں یورپین (بالخصوص فرنچ اور انگریز) افریقن - چینی اور انڈین (موجودہ حدود کے لحاظ سے پاکستانی اور ہندوستانی) لوگ ہیں۔ جن کی زبانیں جدا جدا اور کلچر الگ الگ ہیں۔ مثلاً زبانوں کو گنیں تو کریول - فرنچ - انگریزی - چینی - ہندوستانی - تامل - تیلگو - ہندی - سواحلی وغیرہ استعمال ہوتی ہیں اور مذہب کے لحاظ سے عیسائیوں کے مختلف فرقے، ہندوؤں کے سناتنی اور آریہ لوگ، بدھسٹ اور مسلمان بھی موجود ہیں۔ مگر مسلمانوں کی وہی زبوں حالی ہے جس کا نقشہ حالی اور اقبال نے اپنے شعروں میں پیش کیا ہے۔ یہاں تک کہ عربی کی بجائے ہندوستانی کو اپنی مذہبی زبان کا درجہ دیتے ہیں خواہ اس سے ۱۰۰% نابلد ہی کیوں نہ ہوں۔ پس مختلف زبانوں اور لوگوں کی وجہ سے ماریشس کو معجون مرکب کہنا بے جا نہ ہوگا۔ جس کی وجہ سے ایک مشنری کے لئے اس کے کام میں کبھی اتنی مشکلات پیدا ہو جاتی

ہیں جن پر قابو پانا تمام حالات میں بے حد مشکل نظر آتا ہے۔ تاہم جون ۱۹۱۵ء سے جن احمدی مشنریوں نے ان مشکلات کا سامنا کیا ان میں حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحب مرحوم (ان تینوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہونے کا بھی فخر حاصل تھا اور آخری دونوں سرزمین مارشس میں ہی ابدی نیند سو رہے ہیں) جناب حافظ بشیر الدین بن عبید اللہ صاحب، جناب مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر تھے۔ ان کی تبلیغ کا نتیجہ تھا کہ یہاں کے عیسائی اور ہندو اسلام سے از حد مرعوب ہیں اور مسلمان بھی احمدی مبلغین کے دفاع اسلام کی کوششوں کے مداح ہیں۔ مجھے وکالت تبشیر ربوہ کے حکم سے مشرقی افریقہ کے مشن سے یہاں ۹ر دسمبر ۱۹۶۱ء کو پہنچنے کا موقعہ ملا۔ گزشتہ ڈیڑھ سال میں خاکسار کے ساتھ مقامی احباب نے جن لائنوں پر اشاعتِ اسلام کا کام کیا اس کی مختصر سرگزشت ہدیۂ قارئین ہے:۔

## ا۔ لیکچرز

آسمانی پیغام کو عوام تک پہنچانے کا بہترین ذریعہ لیکچرز ہیں۔ جن پر تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین عمل کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہاں کے حالات کے پیش نظر مختلف رنگوں میں لیکچرز کا انتظام کیا جاتا ہے تاکہ ہر مذہب و ملت کے لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا جا سکے۔

(الف) مارشس کی چھ احمدیہ مساجد میں ہفتہ وار اور پندرہ روزہ لیکچرز "دروس القرآن" کے نام سے جاری رکھے جن میں غیر از جماعت مسلمان اور ہندو بھی حصہ لیتے رہے۔ ایسی مجالس میں قرآن مجید کی تفسیر بیان کرنے کے بعد سامعین کو سوالات کرنے کا موقعہ بھی دیا جاتا ہے جس سے مضمون زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔

(ب) گو احمدیہ مساجد میں غیر مسلم بھی لیکچر سننے کے لئے آجاتے ہیں مگر ان کی اکثریت اس سے بچتی ہے اسلئے ملک کے مختلف حصوں میں جہاں Village Social Centres اور Halls ہیں پبلک جگہوں پر جا کر اسلامی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کی جاتی رہی ہیں۔ ایسی تقاریر کا اعلان اخبارات اور دعوتی کارڈوں کے ذریعہ کر دیا جاتا ہے اور لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام اکثر اوقات ہوتا ہے۔ ۵۰ سے زائد دفعہ ایسی تقاریر کا موقعہ ملا۔ اور اب اکثر سامعین کا تقاضا ہے کہ ان کے حلقوں میں ایسی تقاریر جلدی جلدی کی جایا کریں۔ خصوصاً غیر مسلم اصحاب جن کے کان پہلی بار اسلامی خوبیوں کو سنتے ہیں وہ حیرانگی کا اظہار کرتے ہیں کہ ایسی ... سے ہم ان سے اب تک محروم تھے۔ ایسی مجالس کے لئے اکثر غیر مسلم دوستوں نے اپنے کالجوں کو بھی پیش کیا۔ اس سلسلہ میں ۲۷ر جون ۱۹۶۲ء کو مارشس کے دار الخلافہ پورٹ لوئیس میں ہمارا سب سے بڑا ... جلسہ ... منعقد ہوا۔ ہال ہجوم سے بھرا ہوا تھا یہاں تک

کہ اکثر دیر سے آنے والوں کو باہر کھڑے ہو کر لاؤڈ سپیکر سے مدد لینی پڑی۔ سامعین کی کم از کم تعداد ۵۰۰ تھی۔

(ج) یہاں کی مخلوط آبادی اور پھر اس کے اندر منافرت کے جذبات پائے جانے کے پیشِ نظر احمدیہ لٹریری سرکل گزشتہ سال سے ہر ماہ ایک ایسا جلسہ منعقد کرتا چلا آرہا ہے جس میں ہمارے علاوہ دوسری قوموں کے لوگوں کو بھی بولنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ اس قسم کے Symposiums مختلف مضامین پر ہوتے ہیں۔ مثلاً "مذہب اور سائنس، مذہب اور کمیونزم، مذہب اور عورت کی ترقی، مذہب اور روزہ، اختلافات میں بھی رحمت ہوتی ہے" سامعین نے ہمیشہ یہ محسوس کیا ہے (جو سینکڑوں کی تعداد میں ماریشس کے کونے کونے سے آتے ہیں) کہ ان مضامین پر اسلام کے نمائندہ کے خیالات دوسروں پر غالب رہے ہیں —— اسی سلسلہ میں ہماری Brains Trust کی مجالس بھی اتنی پسندیدہ ہو گئی ہیں کہ اب دوسروں نے بھی اُن کی نقل کرنی شروع کر دی ہے۔ ان مجالس کی رپورٹیں اخبارات میں بھی شائع ہوئیں اور ہر خاص و عام ان کی مدح سرائی کر رہا ہے۔ مثلاً یہاں کے ایک مشہور سیاستدان اور ماہر تعلیم مسٹر جین نرائن رائے ایم۔ اے ایل۔ بی ممبر آف لیجسلیٹو کونسل و پرنسپل ماریشس کالج لکھتے ہیں "میں نے آپ کی (احمدیوں کی) بعض مجالس میں شمولیت بھی کی۔ جس رنگ اور رواداری کے ساتھ یہ مجالس منعقد کی جاتی ہیں وہ قابلِ تعریف ہیں" یہی وہ اسلامی رواداری ہے جس کی اس دیپ کو اشد ضرورت ہے اور ہماری معمولی سی کارروائی سے اِس اسلامی خوبی پر آج ہر ماریشن عمل کرنا چاہتا ہے۔ یہاں تک کہ اخبارات میں بھی اکثر اس کا تذکرہ ہوتا ہے۔

(د) گزشتہ ڈیڑھ سال میں کئی اہم مواقع پر ماریشس براڈکاسٹنگ سروس پر بھی تقاریر کرنے کا موقع ملا جن کے ذریعہ اسلامی تعلیم عقلی اور نقلی دلائل سے ہر ماریشن گھرانے تک پہنچانے کی توفیق ملی۔ خصوصاً ہندو اور مسلمان عورتیں تو ایسی تقاریر سُننے کا خاص اہتمام کیا کرتی ہیں۔

(س) شادی بیاہ اور دیگر خوشی اور غمی کے مواقع پر جبکہ مسلم اور غیر مسلم سبھی جمع ہوتے ہیں اسلامی تعلیم پہنچانے کا موقعہ ملتا رہا اور بہت سے سمجھدار دوستوں نے ان مجالس میں ہمارے طرزِ تقریر کو از حد سراہا کیونکہ دوسرے لوگ تو ایسے مواقع پر صرف رسم و رواج یا صرف چند عبارتیں پڑھنے میں ہی وقت گزار دیتے ہیں جن کو آجکل کے تعلیم یافتہ لوگ نہ سمجھنے کی وجہ سے نفرت کرنے میں بڑھتے جا رہے ہیں۔

علاوہ ازیں ملک کی سرکاری اور غیر سرکاری سوشل

اور تعلیمی مجالس میں بھی مختلف لیکچرز کرنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے جن سے کما حقہٗ مستفید ہونے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔

## ۲۔ اشاعت لٹریچر

لیکچرز کے اثر کو مستقل بنانے کے لئے لٹریچر سے کام لیا جاتا ہے تاکہ متلاشی روحیں اپنی پیاس بجھانے کیلئے مزید اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کر سکیں۔ نیز لٹریچر ان لوگوں تک بھی رسائی حاصل کر سکتا ہے جو مختلف قسم کی مشکلات کی وجہ سے نہ تو لیکچرز سن سکتے ہیں اور نہ ہی خود ہمارے پاس آکر معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

(ا) چنانچہ اس مختصر سے عرصہ میں تین ہزار کے قریب مختلف مضامین پر اشتہار طبع کروائے گئے جن میں "اسلام اور نسلی امتیاز"۔ "اسلام اور عیسائیت" بہت مقبول ہوئے۔ یہاں تک کہ ان کی مانگ افریقہ کے فرنچ بولنے والے علاقوں سے بھی آتی رہی ہے۔

(ب) وکالت تبشیر کے زیر اہتمام کتاب "اسلام ترقی کی شاہراہ پر" کا فرنچ ترجمہ تین ہزار کی تعداد میں طبع کروایا گیا۔ اس کے علاوہ مرکزی مطبوعات فرنچ، انگریزی اور اردو کی کافی تعداد میں آئیں۔ ان کے علاوہ خود بھی انجمن ترقی اسلام سکندر آباد، جنوبی، مشرقی اور مغربی افریقہ کے مشنوں کی مطبوعات منگوائی گئیں۔ قادیان سے اردو انگریزی کے علاوہ ہندی کی کتب منگوا کر یہاں کے عوام میں خدام کے ذریعہ سے پھیلائی گئی ہیں۔ ملک کی اہم دس لائبریریوں میں اسلامی لٹریچر کے سیٹ رکھوائے گئے ہیں مختلف مواقع پر اور جلسوں میں بعض کتابچے مفت تقسیم کئے گئے مختلف اخباروں میں ان کتب کی تشہیر کی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج جس کو بھی اسلامی مستند لٹریچر کی ضرورت ہوتی ہے وہ احمدیہ ہیڈ کوارٹرز کا رخ کرتا ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں سب سے اہم کام اخبار کر سکتا ہے اسلئے مئی ۱۹۶۱ء سے Message نامی اخبار شروع کیا گیا جس نے ایک ہی سال میں خوب کام کیا۔ اس کی پہلی برسی شاندار رنگ میں منانے کا انتظام کیا گیا یعنی ۴۰ صفحات کا بہترین آرٹ کاغذ پر باتصویر رسالہ نکالا گیا جس میں مسلم اور غیر مسلم حضرات کے پیغامات اور اسلامی خوبیوں پر اہم مضامین تھے۔ دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کو حقیقی تصاویر کے ذریعہ سے پیش کیا گیا۔ ایک موقر جریدہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ "جو اسلام اور اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے اس کے لئے یہ رسالہ نہایت ہی ضروری ہے"۔ اس ایک رسالہ کی طباعت پر تین ہزار روپیہ خرچ ہو گیا۔ مگر احمدیہ جماعت کے ذریعہ سے اسلام کے لئے ایک آنے والے انقلاب کی پیش خبری ہو گیا جس کا اعتراف ایک آریہ سماجی اخبار نے بھی کیا۔ ایک عیسائی لیڈر نے لکھا کہ یہ رسالہ جس طرح مذہبی اقدار کو مادی دنیا کے مقابلہ پر پیش کرتا ہے وہ قابل تعریف ہے۔

## ۳۔ فضل عمر کالج

لیکچرز اور لٹریچر کے ذریعہ سے کی گئی تبلیغ اسلام

یہ عملی نمونہ کو پیش کرنا سونے پہ سہاگے کا کام کرتا ہے چنانچہ اس مقصد میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے کے لئے تعلیمی اداروں کی ضرورت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مارشس کی چھوٹی سی جماعت کو اس سال یہ توفیق بھی دیدی اور فضل عمر کالج (برائے سیکنڈری تعلیم) کا اجراء عمل میں آیا جس میں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم کا پورا انتظام ہے اور اس پر عمل بھی کروایا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے مارشس میں اولیت اسی کالج کو حاصل ہے۔ مثلاً کالج کے اوقات میں باقاعدہ ظہر و عصر کی نمازیں باجماعت ادا کی جاتی ہیں۔ نمازوں کے اوقات میں غیر مسلم طلبہ مصروفِ مطالعہ رہتے ہیں۔

## ۴۔ دار السّلام کی تعمیر

بالآخر ایک اور واقعہ کا ذکر کر کے رخصت چاہتا ہوں یہ واقعہ احمدیہ ہیڈ کوارٹرز "دار السلام" روزہل کی نئے سرے سے تعمیر کا تھا۔ یہ مرکزی مسجد سنہ ۱۹۲۳ء میں حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحبؓ کے زمانہ میں لکڑی اور ٹین سے بنائی گئی تھی۔ ۲۵ راگست سنہ ۱۹۶۱ء کو جلسہ سیرۃ النبیؐ کے بعد ہم نے اجتماعی دعاؤں سے اس مسجد کے عقب میں نئی وسیع بلڈنگ کے لئے بنیادیں کھودنے کا آغاز کیا۔ اس بلڈنگ پر ۱½ لاکھ روپیہ خرچ کا اندازہ تھا لیکن ہماری جیب میں صرف -/۶۰۰ روپیہ تھا مگر توکل علی اللہ کرتے ہوئے ہم نے پُرانی مسجد کو ایک طرف سے توڑنا شروع کیا اور احبابِ جماعت (خدام، انصار، اطفال) نے والنٹیر بن کر کام کرنا شروع کر دیا۔ انہیں بھوک لگتی اور وہ کھانے کیلئے جاتے تو لجنہ کے ذریعہ سے عورتوں کی کمک پہنچ جاتی۔ بس پھر کیا تھا بہنوں کا کام دنوں میں ہونا شروع ہو گیا۔ بعض مخیّر دوستوں نے سامانِ تعمیر کی فراہمی شروع کر دی۔ عورتوں نے زیور تک بھجوا دیئے۔ بعض ہندو اور عیسائی دوست خود اپنے عطیہ جات لیکر آئے اور کام میں بھی شمولیت کی۔ ۹ ردسمبر سنہ ۱۹۶۱ء کو دن رات ایک کر کے چھ کمروں اور ایک بڑے ہال پر ۶۲ × ۶۲ کا چھت کنکریٹ کا مکمل کیا گیا اور پھر طوفانوں کی مخالفت کے باوجود ہم نے ۱۴-۱۵ راپریل سنہ ۱۹۶۲ء کو دو دن اور ۱½ رات متواتر کام کر کے دوسری منزل کے چھت پر کنکریٹ ڈالا کام کرنے والے، دیکھنے والے اور سننے والے سبھی حیران و ششدر ہیں کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اکثر تو یہی کہتے ہیں کہ یہ عجوبۂ روزگار ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ نصرتِ الٰہی کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے موعود سے فرمایا۔ ینصرك رجالٌ نوحی الیھم من السّماء۔

آج ہر مارشین احمدیوں کے اس بہترین عملی اسلامی نمونہ کی تعریف میں رطب اللسان ہے اور ہم خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پھر ایک بار اپنے محدود رنگ میں ابراہیمی اور اسمٰعیلی نمونہ کو "دار السلام" کی تعمیر کے سلسلہ میں زندہ کرنے کا موقعہ دیا اور ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مسجد کو اپنے ہاتھوں سے بنانے کی سعادت ہمارے حصہ میں آئی ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

# کشمیر میں قبرِ مسیحؑ کا انکشاف الہامِ الٰہی پر مبنی ہے

(از جناب مولوی محمد اسد اللہ صاحب الکاشمیری)

جب سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے یہ انکشاف فرمایا ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے صلیب پر جان نہیں دی تھی بلکہ انہوں نے صلیبی موت سے بچ کر فلسطین سے مشرق کی طرف ہجرت کی تھی اور بالآخر کشمیر میں وفات پا کر محلہ انزمرہ خانیار سرینگر میں دفن ہوئے تھے جہاں آج تک اُن کی قبر موجود ہے تب سے عیسائی دنیا میں سخت اضطراب پیدا ہو چکا ہے اور اب وہ اتنے پریشان نظر آتے ہیں کہ کھلم کھلا اس نظریہ کی تردید کی جرأت تو نہیں کر سکتے کہ حضرت عیسیٰؑ کی قبر کشمیر میں ہے مگر بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور ان کی جماعت کو آئے دن کوستے رہتے ہیں اور ان پر بے بنیاد اعتراض شائع کر کے سادہ لوح عیسائیوں کا دل بہلا کر اصل مسئلہ پر پردہ ڈالتے ہیں۔

چنانچہ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور نے مسیحی دنیا کے ایک بہت بڑے فاضل پادری ایس۔ ایم نذیر کا ایک مقالہ "شانِ صلیب" کے نام سے شائع کیا ہے جس میں انہوں نے عیسائیوں کو یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مرزا صاحب بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے مشرق میں مسیح کی ہجرت کا خیال بعض دیگر لوگوں کی تحریروں سے اخذ کیا ہے۔ جیسا کہ پادری صاحب لکھتے ہیں:۔

"سٹراس اور دیگر عقل پرستوں کے اس نظریہ کو کہ عین موت سے پیشتر مسیح کا جسم صلیب پر سے اُتار لیا گیا تھا اور کہ وہ قبر میں مختلف مصالحوں کے زیرِ اثر زندہ اور تازہ دم ہو گیا تھا پنجاب کے احمدیہ فرقہ نے فوراً تسلیم کر لیا اور اس فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس نظریہ مذکور کو ایک روسی قصہ نویس نوتوویچ کی کتاب "مسیح کی نامعلوم زندگی" سے اخذ کیا۔ اس کتاب کے بیان کے مطابق یسوع سفر کرتا ہوا ہندوستان میں آیا اور یہاں تعلیم دیتا رہا کچھ عرصہ بعد مرزا غلام احمد نے کشمیر میں مسیح کی قبر دریافت کی اور اپنے آپ کو مسیح ثانی مشہور کیا۔ اس جماعت نے نہایت چالاکی اور سرگرمی سے تمام اسلامی دنیا کو اس نئے مخالفِ مسیح کی تعلیم سے بھر دیا ہے۔" (شانِ صلیب ص ۲۶-۲۷ مطبوعہ ۱۹۵۱ء)

ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے صلیبی موت سے مسیح کی نجات، مشرق میں ان کی ہجرت اور کشمیر میں ان کی وفات کا خیال دیگر لوگوں کی تحریروں سے اخذ نہیں کیا بلکہ

آپ کا یہ انکشاف الہامِ الٰہی پر مبنی تھا۔ جب آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے اشارہ پاکر اس کا انکشاف فرمایا کہ مسیح ناصری کی وفات کشمیر میں ہوئی تھی تو اُس کے بعد اِس الہامِ الٰہی کی تائید میں بے شمار تاریخی دلائل و شواہد ملتے گئے جنہوں نے دو اور دو چار کی طرح ثابت کر دیا کہ حضرت مرزا صاحب بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا یہ الہام واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ اگر یہ الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ تائید اس نظریہ کو حاصل نہ ہو سکتی جو اسے حاصل ہوئی اور ہو رہی ہے بلکہ فطرتِ سلیم رکھنے والوں کے لئے یہ اس بات کی مزید دلیل ہے کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ وہی موعود مسیح ہیں جن کے آنے کی خبر اگلے نبیوں کی معرفت دی گئی تھی اور جن کے ذریعے کسرِ صلیب مقدر تھی۔

## ۱- پہلی بنیاد قرآن مجید

واضح ہو کہ کشمیر میں قبرِ مسیح کے انکشاف کی پہلی بنیاد قرآن مجید ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے بعد کامل اور آخری کتاب کی حیثیت سے پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ اِس انکشاف کی ابتداء کیسے ہوئی؟ مسیح موعود علیہ السلام کے ممتاز صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اپنی کتاب "قبرِ مسیح" میں لکھتے ہیں:۔

"جہاں تک مجھے معلوم ہے اسکی ابتدا یوں ہوئی کہ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میں بیٹھے تھے آپ نے فرمایا میں آیتِ کریمہ وَاٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ پر غور کر رہا تھا اور اس پر غور کرتے ہوئے مجھے ایسے معلوم ہوا کہ گویا وہ مقام ایسا ہے جیسا کشمیر ۔۔۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلیفہ نورالدین کو جموں سے بلایا اور آپ کو حکم دیا کہ سرینگر جاکر اس کی مکمل تحقیقات کریں۔ چنانچہ خلیفہ صاحب وہاں گئے اور چھ ماہ وہاں رہے۔ اِس عرصہ میں انہوں نے بڑے بڑے علماء سے دستخط کرائے کہ یہاں یہ قبر عیسیٰ کی قبر مشہور ہے اور بعض لوگوں نے اس کی تائید میں بعض قلمی کتابوں سے بھی شہادتیں پیش کیں۔ اُسوقت کشمیری لوگ صاف کہہ دیتے تھے کہ یہ کس کی قبر ہے؟ مگر بعد میں پنجاب کے مولویوں نے جاکر ان کو اس سے روکا اور منع کیا کہ ایسا مت کہا کرو۔ چنانچہ اب اگر کوئی وہاں جاکر دریافت کرے تو وہ عیسیٰ کی قبر نہیں کہتے بلکہ نبی صاحب یا یوز آسف کی قبر کہتے ہیں۔"

(تحقیق جدید فی قبر مسیح صلہ)

اِس سے ظاہر ہے کہ کشمیر میں قبرِ مسیح کے انکشاف کی پہلی بنیاد قرآن مجید ہے اور اس کے بعد خود مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام جس میں آپ کو سورۂ مومنون کی آیت "وَاٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ" الخ کی صحیح تفسیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھائی گئی اور اس کے بعد تاریخی تحقیقات شروع ہوئی اور اس تاریخی تحقیقات نے مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کی تصدیق کی۔ لہٰذا یہ کہنا کہ آپؑ نے یہ خیال بعض دیگر لوگوں کی تحریروں سے اخذ کیا ہے غلط ہے +

(باقی)

آل عمران ع ۱۳

# البَیَان

## قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ، مختصر اور مفید تفسیری حواشی کیساتھ

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ

وہ وقت یاد رکھو جب اے نبی! تو اپنے گھر سے علی الصبح نکل کر مومنوں کے لئے جنگ کی خاطر (میدان میں) ٹھکانے

لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ

مقرر کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا اور بہت جاننے والا ہے[1] اس وقت کو بھی یاد کرو جب تم میں سے دو گروہوں

مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَى اللّٰهِ

نے بزدلی اختیار کرنے کا ارادہ کیا تھا (مگر وہ اس سے بچ گئے) اللہ ان دونوں کا دوست ہے۔ چاہیئے کہ

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ

مومن اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کریں۔ یقیناً اللہ ہی نے بدر کے موقعہ پر تمہاری

بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

مدد فرمائی تھی جبکہ تم بہت کمزور اور نہتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو تا تم

**تفسیر:** ـ [1] اس رکوع میں غزوۂ احد (سنہ ۳ ہجری) کا تذکرہ ہے۔ اس جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیر انداز درہ پر مقرر فرما دیئے تھے تا دشمن عقب کی طرف سے حملہ نہ کر سکے۔ جب ان تیر اندازوں نے دیکھا کہ اسلامی لشکر کو غلبہ حاصل ہو گیا ہے تو ان میں سے اکثر میدان میں غنائم کے جمع کرنے کے لئے آ گئے۔ امیر قافلہ نے ان کو روکا کہ ہمیں ہر حال اس درہ پر ٹھہرنے کا حکم ہے مگر انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ منشاء نہ تھا اب تو دشمن بھاگ چکا ہے۔ قریش کے شکست خوردہ لشکر نے جب درہ کو خالی پایا تو وہ پلٹ کر پشت کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے اور میدان جنگ کا نقشہ

تَشْكُرُوْنَ ○ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ

شکر گزار بن سکو[۲] وہ وقت یاد کرو جب اے رسول! تو مومنوں سے کہہ رہا تھا کہ کیا یہ تمہارے لئے کافی نہ ہوگا کہ

يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ○

تمہارا رب تمہاری امداد تین ہزار نازل کردہ فرشتوں سے کرے ؟

بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا

ہاں ضرور کافی ہوگا ۔ نیز اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ سے کام لوگے اور کافر تمہارے پاس اسی جوش سے پھر حملہ کیلئے آئینگے

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ

تو یقیناً تمہارا رب پانچ ہزار نشان کرنے والے[۳] فرشتوں سے تمہاری امداد

مُسَوِّمِيْنَ ○ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَ

کرے گا ۔ اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے محض بشارت اور خوشخبری بنایا[۴] ہے نیز یہ اسلئے

لِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ

ہوا تا تمہارے دل اس سے مطمئن ہوں ۔ حقیقی نصرت صرف خدا سے عزیز و حکیم

[۲] غزوۂ بدر میں مسلمان قلتِ تعداد اور بے سروسامانی کے باوجود غالب آئے تھے ۔ بدر کنوئیں اور مقام کا نام ہے ۔ لفظ بدر کا اطلاق چودھویں کے چاند پر بھی ہوتا ہے ۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ چودھویں صدی میں جب مسلمان نہایت کمزوری کی حالت میں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی نصرت کے خاص سامان فرمائے گا یعنی مسیح موعود کو ظاہر فرمائے گا ۔ (تفصیل کے لئے الخطبۃ الالهامیۃ ص ۳۱ ملاحظہ فرمائیں)

[۳] عربی زبان میں سوّم علیہ کے معنے حملہ کرنیکے بھی ہوتے ہیں پس مسوّمین کے دوسرے معنے حملہ کرنے والے بھی ہیں ۔

[۴] خواب، رؤیا اور کشف و الہام سے اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے اور یہ بہت بڑی نعمت ہے ۔ نصرت اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے ۔ رؤیا و کشف اس نصرت کا ایک نشان ہیں ۔

عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ

کی طرف سے آتی ہے۔ تا اس نصرت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کافروں کے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۝

بڑے سردار (چوٹی کے لوگ) کاٹ کر رکھ دے یا انہیں پوری طرح ذلیل کر کے کمزور کر دے[شه] اور وہ ناکام ہو کر لوٹیں۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ

تیرا اس معاملہ (کفار کی سزا دہی) میں کوئی دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ خواہ ان پر رجوع برحمت ہو (یعنی انہیں توفیق توبہ

يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

نصیب ہو جائے) یا وہ انکو عذاب سے ہلاک کر دے کیونکہ وہ لوگ ظالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں سب وہ چیزیں ہیں جو

وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ

آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے مغفرت عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا

۱۳ ع ۹ ۴ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے[لله]۔

شه الکبت، الردّ بعنفٍ و تذلیل۔ کسی کو سختی سے ذلیل کر کے واپس کر دینا۔ الکبت: شدة وھن تقع فی القلب فیصرع فی الوجه لاجله۔ یعنی کبت وہ قلبی کمزوری ہے جو چہرہ پر نمایاں ہوتی ہے اور انسان اس کے باعث شکست کھا جاتا ہے۔

گویا مومنوں کو اطمینانِ قلب کی نعمت سے نوازا اور دشمنانِ اسلام کے دلوں میں گھبراہٹ اور بے چینی پیدا کر دی جس سے وہ آخر شکست کھا گئے۔

لله سزا دینے کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے کیونکہ علم غیب صرف اسی کو ہے اور اقتدار تام کا وہی مالک ہے۔ انسان سب اس کے بندے ہیں۔ وہ بخشنے والا اور بار بار رحمت سے نوازنے والا ہے +

"الفردوس"

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

"الفردوس"

۸۵۔ انارکلی۔ لاہور

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کیلئے بے نظیر تحفہ

نُور کاجل

• آنکھوں کو جملہ بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہوں۔
• نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔
• آنکھوں کو گرد و غبار سے صاف کرتا ہے۔
• آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرتا ہے۔
• خارش، پانی بہنا، پھیمی اور ناخونہ کا بہترین علاج ہے۔

بوقتِ ضرورت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں۔
قیمت فی شیشی ۱۲؍ علاوہ محصولڈاک و پیکنگ +

دماغی

دل و دماغ کے لئے بہترین ٹانک دماغی محنت کرنیوالے طلباء، وکلاء، پروفیسرز، ججز وغیرہ کیلئے بہت راحت و آرام کا موجب ہوتی ہے اسی طرح کثرتِ کار یا تفکرات یا پریشانی کی وجہ سے جن لوگوں کے دل و دماغ کمزور ہو گئے ہوں، سر میں گرانی اور درد ملتا ہو گردن اور کندھوں میں درد رہتا ہو اُن کیلئے نعمتِ غیر مترقبہ ہیں۔ ان کا استعمال آپ کی کارکردگی میں اضافہ اور آپ کی طبیعت میں بشاشت پیدا کرے گا انشاءاللہ تعالیٰ۔

ایک گولی صبح بعد ناشتہ، ایک دوپہر ایک شام ہمراہ آب +
قیمت فی شیشی ۳۰ گولی پانچ روپے۔

تیار کردہ

خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ

(طابع و ناشر: ابوالعطاء جالندھری۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ)

# الفرقان کے خاص معاونین

**تحریکِ دعا** ذیل میں جن بزرگوں اور احباب کے نام درج ہیں انہوں نے رسالہ الفرقان کی دس سالہ تحریک خریداری کو منظور فرماتے ہوئے پوری رقم ادا کر دی ہے۔ اس کے علاوہ بعض اور دوست بھی اس تحریک میں شامل ہیں لیکن ابھی تک انہوں نے پوری رقم ادا نہیں کی ہم ان سب کے شکر گذار ہیں۔ قارئین کرام ان کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

**نہایت ضروری التماس** دس سالہ خریداروں میں سے جو دوست ہنوز بقایا دار ہیں ان کے نام اس فہرست میں شامل نہیں ہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت یہ اصول بنایا گیا ہے کہ صرف مکمل چندہ دہندگان ہی رسالہ کے خریدار ہوں گے۔ جن احباب کے اسماء اس دفعہ اس فہرست میں شامل نہیں ہیں ان سے گزارش ہے کہ براہِ کرم جلد از جلد اپنے بقایاجات ادا فرمادیں۔ مزید توثیق کے لئے ان خریداروں کو الگ تفصیلی اطلاع بھی بھجوائی جا چکی ہے۔ جن احباب کی طرف سے مکمل بقایا ادا ہو جائے گا اُن کا نام فہرست میں شامل کر لیا جائے گا۔ آخری تاریخ ادائیگی ۵ ستمبر ۱۹۶۲ء ہے۔ احبابِ کرام کے خاص تعاون اور توجہ کی ضرورت ہے۔

(مینجر الفرقان)

## ربوہ دارالہجرت

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم اے
- جناب رفیق احمد صاحب ثاقب
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم اے آغا نا
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
- حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی
- جناب چوہدری یحییٰ احسن صاحب باجوہ
- جناب ڈاکٹر محمد جی صاحب ہلیتھ آفیسر دار الرحمت

## قادیان دار الامان

- حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت
- جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
- جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی
- جناب چوہدری سعید احمد صاحب بی اے
- جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ٹیلر ماسٹر
- جناب سید شہامت علی صاحب اہتہ تونسا
- جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری
- جناب مسعود احمد صاحب آئیس شاہجہانپوری
- جناب ملک بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ
- جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب
- جناب مولوی بدر الدین صاحب عامل
- جناب چوہدری نور علی صاحب فوٹو گرافر
- جناب عبید الرحمٰن صاحب فانی مبلغ
- جناب چوہدری عبد القدیر صاحب

## ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب ملک محمد حیات صاحب نسو آنہ
- جناب چوہدری عبد الحلیم خانصاحب مولوی فاضل
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب حافظ مبارک علی خانصاحب ولد احمد علی خانصاحب چنیوٹ۔

## ضلع سرگودھا

- جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سرگودھا
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۳۵ جنوبی
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ یونائیٹڈ ٹیلس لمیٹڈ سرگودھا۔
- جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب آڑھتی سرگودھا
- جناب مجر شمیم احمد صاحب جوہر آباد

## ضلع لاہور

• جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب چوہدری محمد شفیع صاحب کمیشن ایجنٹ پتوکی۔
• جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ
• جناب امیر الدین صاحب رتن باغ لاہور
• جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب لاہور
• جناب چوہدری فتح محمد صاحب لاہور ریکے ٹرانسپورٹ۔
• جناب چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ
• جناب چوہدری نور احمد خان صاحب گوالمنڈی
• جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
• جناب چوہدری عبد الحکیم خان صاحب میکلوڈ روڈ
• جناب مرزا بشیر احمد صاحب ایس ڈی او لاہور
• جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ
• جناب چوہدری عبد الحمید صاحب ماڈل ٹاؤن
• جناب ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب ایم بی بی ایس
• جناب ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی
• جناب حافظ عبد الکریم صاحب فضل
• جناب محمد عثمان صاحب لکشمی مینشن
• جناب ایس یو شیخ صاحب کوثر مینجنگ ڈائرکٹر کوثر کمپنی لمیٹڈ
• جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ
• جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب میکلوڈ روڈ
• جناب مسٹر اے لے بھٹی صاحب مال روڈ
• جناب چوہدری فضل الرحمن صاحب مال روڈ
• جناب شیخ فضل احمد بشیر احمد صاحبان سمن آباد
• جناب رشید احمد صاحب ملک لاہور
• جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
• جناب خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب
• جناب مرزا عبد الرحمن صاحب ناصر مرحوم
• جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد
• جناب ماسٹر حسن دین صاحب راوی پارک
• جناب شیخ بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار
• جناب میجر چوہدری عزیز احمد صاحب کمانڈر لاہور چھاؤنی۔
• جناب عبد الرشید صاحب افریقہ جیونت بلڈنگ
• جناب چوہدری منور لطف اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ سمن آباد۔
• جناب خواجہ پیر بخش صاحب آف آسٹریلیا

## راولپنڈی

• جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب صدر
• جناب شیخ غلام حیدر صاحب کالج روڈ
• جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر
• جناب چوہدری میجر عزیز احمد صاحب
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد خان صاحب
• جناب کیپٹن محمد اسحٰق صاحب مری روڈ
• جناب محمد یونس صاحب فاروق سیٹلائٹ ٹاؤن
• جناب محی الدین صاحب باباروڈا روڈ
• جناب سید مقبول احمد صاحب ڈہوکی روڈ
• جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ
• جناب ایم اے غنی صاحب بی اے
• جناب ماسٹر عبد الرحمن صاحب خاکی بی اے
• جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی کشمیری بازار
• جناب سید منظور علی صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب موٹر موڈرن لمیٹڈ

## ضلع ملتان

• جناب ملک عمر علی صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع ملتان۔
• جناب پیر نصیر احمد صاحب ہیڈ یو فورمین
• جناب عبد الحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
• جناب ڈاکٹر شفیق احمد صاحب ایم بی بی ایس بوریوالہ۔
• جناب محمد نعیم، محمد وسیم، محمد سلیم صاحبان دنیا پور۔
• جناب ماسٹر ثواب الدین صاحب ایم اے
• جناب شیخ محمد اسلم، محمد سلیم صاحبان کمیشن ایجنٹ دنیا پور۔
• جناب چوہدری منور احمد خان صاحب حرم گیٹ ملتان۔
• جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب اومیگا ریڈیو کمپنی۔
• جناب شیخ محمد منیر صاحب احمدی نیا لپور
• جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب بین آگاہی
• جناب چوہدری عبد اللطیف صاحب بیرون حرم گیٹ۔

## ضلع شیخوپورہ

• جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ
• جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد انبالوی منڈی مریدکے۔
• جناب ڈاکٹر عمر الدین صاحب زون لیپریا آفیسر

## ضلع گوجرانوالہ

• جناب عبد الرحمن صاحب صابر مینیجر سنگر مشین کمپنی
• جناب میاں برکت علی غلام احمد صاحبان وزیر آباد
• جناب چوہدری محمد شریف صاحب فیروز والہ
• جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ
• جناب چوہدری عبد الحمید صاحب عثمان بازار
• جناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب گوراہ وزیر آباد
• جناب چوہدری مقبول احمد صاحب انسپکٹر ریلوے
• جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز وزیر آباد
• جناب میاں محمد خان اکبر علی صاحبان "
• جناب میاں عنایت اللہ صاحب فاروق نظام آباد
• جناب ملک منظور احمد صاحب لاہوری گیٹ وزیر آباد
• جناب میاں قمر الدین صاحب کھوکھر مرحوم گوجرانوالہ۔
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ہیڈ کلرک
• چوہدری عزیز اللہ خان صاحب وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ۔

## ضلع جہلم

• جناب سیٹھی عبد الغنی صاحب مین بازار

## ضلع گجرات

• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ۔
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبدالعزیز صاحب منڈی بہاء الدین۔
• جناب حوالدار مبارک احمد صاحب کھاریاں

## ضلع سیالکوٹ

• جناب حکیم سید پیر احمد شاہ صاحب
• جناب چوہدری عبدالستار صاحب درگانوالی
• جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر کوٹ نیناں
• جناب میاں سلطان احمد خان صاحب منڈیکے گورائیہ۔
• جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوہدپور
• جناب چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب

## کوئٹہ

• جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
• جناب شیخ محمد اقبال صاحب جناح روڈ
• جناب شیخ عبدالاحد صاحب تاجر
• مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح
• جناب خلیفہ عبدالرحمن صاحب
• جناب ماسٹر عبدالکریم صاحب
• جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
• احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
• جناب خان عبدالوحید خان صاحب شاہ کول کمپنی

• جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب
• جناب چوہدری محمود احمد صاحب
• جناب عطاء الرحمن خان صاحب مصطفی روڈ

## اضلاع سابق صوبہ سندھ

• جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور
• جناب نصیر احمد خان صاحب ناصر خانپور۔
• جناب حاجی عبدالرحمن صاحب رئیس باندھی
• جناب محمد عبداللہ صاحب 〃 〃
• جناب علاؤ الدین صاحب گوٹھ علاؤ الدین
• جناب چوہدری عطا محمد صاحب گوٹھ امام بخش
• جناب چوہدری محمد عبداللہ صاحب
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب
• جناب چوہدری برکت علی صاحب گوٹھ سردار محمد پنجابی۔
• جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ قمر آباد
• جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
• جناب رئیس عبدالحمید صاحب باندھی
• جناب چوہدری صادق احمد صاحب دریاخان مری۔
• جناب ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب نواب شاہ
• جناب سیٹھ محمد دین صاحب مرحوم 〃
• جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پریذیڈنٹ نواب شاہ۔
• جناب چوہدری ننھے خان صاحب گوٹھ ننھے خان

• جناب چوہدری غلام رسول صاحب گوٹھ غلام رسول۔
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب صدیقی میرپورخاص۔
• جناب بابو عبدالغفار صاحب رسالہ روڈ حیدرآباد۔
• جناب چوہدری شاہ دین صاحب گوٹھ شاہ دین۔
• جناب فضل الرحمن خان صاحب زیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدرآباد
• جناب چوہدری فضل احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت رحیم یارخان۔
• جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد
• جناب حاجی قمر الدین صاحب گوٹھ قمر آباد
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب کرونڈی۔
• جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب ڈیرہ نواب صاحب۔

## بہاولپور

• جناب عزیز محمد خان صاحب بہاولپور
• جناب مولوی غلام نبی صاحب ایاز

## کراچی

• جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ۔
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب فردوس کالونی

• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب منیر
• جناب میاں عطاء الرحمن صاحب طاہر
• جناب حافظ عبدالغفور صاحب ناصر
• جناب چوہدری محمد خالد صاحب
• جناب چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید
• جناب محمد شریف صاحب چغتائی
• محترمہ انور سلطانہ صاحبہ بیگم ایم۔ اے ارشاد صاحب
• جناب عبدالرزاق صاحب مہتہ پیر الٰہی بخش کالونی۔
• جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے
• جناب مولوی صدر الدین احمد صاحب
• محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی صدر الدین احمد صاحب
• جناب میجر محمد عبداللہ صاحب مہار
• جناب ملک رشید احمد صاحب قیصر ریسٹورنٹ بندر روڈ۔
• جناب چوہدری محمد اسماعیل صاحب کراچی
• جناب چوہدری شاہنواز صاحب شاہنواز لمیٹڈ۔
• جناب چوہدری احمد مختار صاحب مینجر المختار لمیٹڈ۔
• جناب چوہدری احمد جان صاحب اکبر منزل
• جناب میجر عبداللطیف صاحب ۲۹ کو میلا لائنز ملیر کینٹ۔
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب وڑائچ

• جناب عبدالرحیم صاحب مدہوش مارٹن روڈ
• جناب بشیر احمد صاحب ڈرائیور کراچی

## بہاولنگر

• جناب چوہدری غلام قادر صاحب کمیشن ایجنٹ
• جناب چوہدری علم الدین صاحب کمیشن ایجنٹ ہارون آباد۔
• جناب مولوی محمد شفیع صاحب دکاندار چک 166/7-R۔
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب چک 103/6-R۔
• جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب باجوہ ہارون آباد۔

## پشاور

• جناب محمد سعید احمد صاحب نشتر آباد
• جناب نوابزادہ محمد امین خان صاحب بنوں شہر

## لائل پور

• جناب مبارک علی صاحب اجناہ روڈ
• جناب مولوی برکت علی صاحب لائق لدھیانوی۔ جڑانوالہ۔
• جناب شیخ الحاج عبداللطیف صاحب
• جناب رانا محمد نعیم صاحب ولد رانا چراغ دین صاحب چک ۲۹۴/گ۔ب۔

## دیگر اضلاع

• جناب شیخ محمد صاحب کول پنیالہ اسٹیٹ
• جناب سردار امیر محمد خان صاحب قیصرانی ضلع ڈیرہ غازیخان۔
• جناب قاضی محمد برکت اللہ صاحب ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور۔
• جناب سید بشیر احمد شاہ صاحب مانسہرہ
• جناب ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب کیمبلپور

## مشرقی پاکستان

• جناب ایس۔ ایم حسن صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈھاکہ
• جناب قاضی خلیل الرحمٰن صاحب خادم بخشی بازار روڈ ڈھاکہ۔
• جناب محمد سلیمان صاحب ڈھاکہ۔
• جناب مولوی ابوالخیر محب اللہ صاحب محمود نگر
• جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ڈھاکہ
• جناب ڈاکٹر عبدالصمد صاحب ڈی پی ایچ نارائن گنج۔
• جناب چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں نارائن گنج۔
• جناب شیخ عبدالحمید صاحب ڈھاکہ
• جناب مسٹر ظفر احمد صاحب مالک اینڈ کمپنی ڈھاکہ
• جناب چوہدری سیف اللہ خاں صاحب سیفی ڈھاکہ۔
• جناب ملک محمد طفیل صاحب ڈھاکہ
• جناب محمد حبیب اللہ صاحب نارائن گنج
• جناب سید میجر ضیاء الحسن صاحب چٹاگانگ
• جناب چوہدری احسان اللہ صاحب چٹاگانگ
• جناب میاں محمد انور ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان چٹاگانگ۔
• جناب احمد علاء الدین صاحب چٹاگانگ۔
• محترمہ محمودہ بیگم سعدی صاحبہ چٹاگانگ

## بھارت

• جناب مولانا محمد سلیم صاحب کلکتہ
• جناب مولانا بشیر احمد صاحب امیر جماعت کلکتہ۔
• جناب فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ
• جناب کمال الدین صاحب مدراس
• جناب محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی ایل ایل بی حیدرآباد دکن۔
• جناب مولوی سراج الحق صاحب حیدرآباد دکن۔
• جناب صدیق امیر علی صاحب مالابار
• جناب میاں محمد عمر صاحب پنجاب ہاؤس کلکتہ۔
• جناب میاں محمد بشیر صاحب سہگل کلکتہ
• جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب حیدرآباد دکن۔
• جناب سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ ضلع محبوب نگر۔
• جناب سید بشیر الدین صاحب کلکتہ
• جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب کلکتہ

## لندن

• جناب چوہدری عبدالرحمٰن خان صاحب مولوی فاضل

## دیگر ممالک

• جناب صالح الشبیبی النہدی صاحب سورابایا انڈونیشیا۔
• محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم صالح الشبیبی صاحب۔
• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایم۔ ایس سی کماسی غانا۔
• جناب مسٹر محمد ناظم خان صاحب غوری مشرقی افریقہ۔
• جناب ایم۔ اے ظفر صاحب ایم۔ بی بی ایس۔ طمابورہ ٹانگانیکا۔
• جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر روزہل۔ ماریشس۔
• جناب چوہدری عبدالستار صاحب کویت۔
• جناب ایم۔ اے ہاشمی صاحب کویت۔
• جناب سید عبدالرحمٰن صاحب امریکہ۔
• جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب راولپنڈی۔

قابل یاد خوشخبری

# خدا کی قدرتوں کا تازہ نشان

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء کے موقعہ پر نہایت جلال کے ساتھ فرمایا تھا ۔ آپ اسے پڑھیں اور خدا تعالیٰ کے اشارہ کو سمجھیں - **حضور نے فرمایا**: ''اللہ تعالیٰ کے سامان نرالے ہوتے ہیں... ایسے سامان پیدا ہورہے ہیں کہ ہندوستان کو شمال اور مشرق کی طرف سے شدید خطرہ پیدا ہونے والا ہے اور وہ خطرہ ایسا ہو گا کہ باوجود طاقت اور قوت کے ہندوستان اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا ۔ اور روس کی ہمدردی بھی اس سے جاتی رہیگی...... خدا کی انگلی اشارے کر رہی ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے گا کہ روس اور اس کے دوست ہندوستان سے الگ ہو جائینگے اور اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کریگا کہ امریکہ یہ محسوس کرے گا کہ اگر میں نے جلدی قدم نہ اٹھایا تو میرے قدم نہ اٹھانے کی وجہ سے روس اور اس کے دوست بیچ میں گھس آئینگے۔ پس مایوس نہ ہو اور خدا تعالیٰ پر توکل رکھو اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ کے اندر ایسے سامان پیدا کر دیگا ۔ آخر دیکھو یہودیوں نے تیرہ سو سال انتظار کیا اور پھر فلسطین میں آ گئے مگر آپ لوگوں کو تیرہ سو سال انتظار نہیں کرنا پڑیگا۔ ممکن ہے تیرہ بھی نہ کرنا پڑے — ممکن ہے دس بھی نہ کرنا پڑے — اللہ تعالیٰ اپنی برکتوں کے نمونے ہمیں دکھائیگا ۔،،

(الفضل - ۱۵ مارچ ۱۹۵۷ء)

صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان اپنے حالیہ دورہ انڈونیشیا کے دوران
احمدی مبلغ جناب سید شاہ محمد صاحب سے مصروف گفتگو ہیں

صدر پاکستان اپنے دورہ یورپ میں جرمنی
کے مبلغ جناب چوھدری عبداللطیف صاحب
سے گفتگو کر رہے ہیں ۔

طابع و ناشر ابوالعطاء جالندھری۔ ٹائٹل نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ میں چھپا ۔